قرآن وحدیث کی روشنی میں ....

نام اور القاب

محمد مسعود عبدہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام اور القاب

قرآن وسنت کی روشنی میں

اُمِّ عبد منیب

ناشر:

مشربہ علم و حکمت

مشتملات

عرضِ مئولفہ

زیر نظر مجموعہ ۱۹۹۱ء میں مرتب کیا گیا۔ اس سے قبل اس موضوع پر کوئی مستقل تصنیف یا کتابچہ احقرہ کی نظروں سے نہیں گزرا تھا۔

گزشتہ سال محترم جناب غازی عزیز صاحب کی تالیف تحفۃ الاسماء نظر سے گزری تو یہ دیکھ کر اطمینان اور مسرت ہوئی کہ جن عنوانات پر راقمہ نے لکھا تھا انہوں نے بھی ان عنوانات پر ہی لکھا بلکہ اس سے زیادہ اور تفصیل سے۔ چونکہ وہ محدث بھی ہیں۔ لہذا میں نے جہاں جہاں ان کی کتاب سے احادیث کی توثیق و تحسین میں جو رائے ملی اس کو حوالوں کے آخر میں دے دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

والسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ

علم الاسماء

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○

''اور اس نے آدمؑ کو سب چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا ''اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انہوں نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے، اس کے سوا ہمیں کچھ علم نہیں۔ تو دانا اور حکمت والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آدم کو حکم دیا کہ آدم تم ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ جب انہوں نے ان کو نام بتائے تو فرشتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمان اور زمین کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور پوشیدہ کرتے ہو۔ سب مجھ کو معلوم ہے۔

(البقرہ۔۳۱ تا ۳۳)

اسماء کی اہمیت

اس سے بڑھ کر اسم یا اسماء کی اہمیت کا اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ذوالجلال والاکرام سے جو تعلیم سب سے پہلے آدم علیہ السلام کے شعور کو خارجی کائنات کے حوالے سے دی گئی، اس کا نام ''علم الاسماء'' تھا۔ یعنی اسماء کی تعلیم۔

یہی علم الاسماء تھا، جس سے ابتدائے علم نے علم کو آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم علیہ السلام کو شرف و مجد بخشا۔

یہی علم الاسماء تھا، جس نے انسان، جن اور ملائک کے فرائض کے درمیان حدِ فاصل قائم کی۔ انتہا یہ ہے کہ تمام روئے زمین پر بسنے والی اولادِ آدم وحوا کے علم و ادب اور تاریخ کا اصل سرچشمہ...... ہر زبان کے حروف تہجی، جب تک کسی اسم سے موسوم نہ ہوں، ان کے علمی اور ادبی ورثہ کی پیدائش ہی نہیں ہوتی۔

دنیا کے تمام ناطق انسان، چاہے کسی بھی خطے میں رہتے ہوں، ان کا تعلق کسی بھی زبان سے ہو، کسی بھی زمانے سے ہو، ان کے ہاں ہر پیدا ہونے والے بچے کی تعلیم کے آغاز کا سوائے علم الاسماء کے کوئی دوسرا طریق ہے ہی نہیں، جسے اللہ تعالیٰ کی علم الاسماء کو بخشی ہوئی اہمیت کی تصدیق کہیں تو غلط نہیں ہوگا۔ مثلاً

یہ تمہاری امی ہیں، یہ ابو ہیں، یہ دادا ہیں، یہ نانی ہے، ان اسماء کے مفہوم سے بچہ واقف ہو یا نہ ہو۔ پہچان کا ذریعہ اسماء ہی قرار پاتے ہیں۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے۔ اس تعلیم کا

پھیلاؤ بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ تجربے اور محسوسات کی روشنی میں اسماء میں چھپے ہوئے اوصاف اپنی صورتوں میں نمودار ہونے لگتے ہیں۔

اسم لغت میں......

اسماء اسم کی جمع ہے۔ مشہور عربی لغت المنجد اور قاموس میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

- سماء۔ یسموا۔ بلند ہونا
- اسماء۔ کسی چیز کو اسم دینا
- استسماء۔ استسمٰی۔ کسی کا اسم دریافت کرنا۔
- سامی۔ بلند شان والا ہونا۔ نامور۔ مئونث سامیہ
- اسماء۔ اچھی شہرت
- الاسم۔ جمع اسماء۔ اسامی۔ اسموات
- السمی۔ ہم اسم۔ بلند
- سمی۔ اسم رکھا ہوا۔

اسم کو اردو میں نام کہتے ہیں اور خطاب و کتاب بھی اردو زبان ہی میں ہے۔ اس لیے گفتگو میں نام ہی استعمال کیا گیا ہے۔

نام اور تاثر

- نام ہی وہ واحد مظہر ہے جو بتاتا ہے، موسوم کیا ہے؟ کون ہے؟ کیسا ہے؟
- نام حواس کے لیے کسی چیز کی ماہیت دریافت کرنے کا سب سے پہلا ذریعہ ہے۔
- نام رابطے، محبت اور حسنِ سلوک میں زینے کا کام دیتا ہے۔
- نام اگر خوبصورت چیز سے وابستہ ہو، تو سن کر طبیعت مسرور ہوتی ہے۔
- نام اگر قابلِ احترام ہستی سے وابستہ ہو تو سن کر دل و نگاہ عقیدت سے جھک جاتے ہیں۔
- نام اگر محبوب سے تعلق رکھتا ہو تو سن کر آتشِ شوق بھڑک اٹھتی ہے۔
- نام اگر مکروہ الصورت چیز یا بدکردار آدمی سے متعلق ہو تو اس کا سننا دل و دماغ پر ناگوار گزرتا ہے۔
- نام اگر ڈراؤنی اور ہیبت ناک چیز سے منسوب تو سنتے ہی دل پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔
- نام اگر اپنے موصوف کی صفات کے برعکس ہو تو سن کر انتہائی حیرت ہوتی ہے۔
- موجد جب کوئی چیز ایجاد کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کا نام رکھتا ہے۔
- سیاستدان اپنی جماعت کے نام ہی کے ذریعے اقتدار حاصل کرتا ہے۔
- سائنس دان جب کائنات کے کسی نئے راز سے آگاہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کا نام تجویز کرتا ہے۔
- قلم کار جب کوئی کتاب تصنیف کرتا ہے تو اس کا ایسا نام رکھتا ہے جو اس کے نفسِ مضمون

کا غماز ہو۔

- جب کسی ادارہ، تحریک یا جماعت کا قیام عمل میں آتا ہے تو سب سے پہلے اس کا نام رکھا جاتا ہے۔
- ہر اجنبی سے ہمارا پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ تمہارا نام کیا ہے؟
- جو چیز پہلی بار دیکھیں یا سنیں، ذہن فوراً سوال کرتا ہے، اس کا نام کیا ہے؟
- انسان جب کسی شعبے میں کام کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کے مختلف حصوں کے نام سے آگاہی حاصل کرتا ہے، اس چیز کی کارکردگی سے جانکاری کا مرحلہ بعد میں آتا ہے۔
- نام کو دوام دینے کے لیے انسانی جدوجہد کی تاریخ میں طویل ترین قطاریں ملتی ہیں۔
- نام روشن کرنا، نام پانا، نام کمانا، ہماری عملی زندگی کا حسین ترین مجموعۂ الفاظ ہیں۔
- کسی فنکار کی مہارت، کسی کھلاڑی کی بہترین کارکردگی، کسی افسر کی انتہائی فرض شناسی، کسی فرماں روا کی عدل گستری، کسی ادیب کی مقبولیت، سب کے پس پردہ کسی حد تک نام ہی کی نمود کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔
- پرشکوہ تاریخی عمارات، حسین تریں باغات اور فلک بوس مینار کسی نہ کسی نامور شخصیت ہی کا پتہ دیتے ہیں۔

نام رکھنے کے مختلف انداز

قدیم یونان کا برج پرست زمانہ ہو، یا ہندو کا دیو مالائی ذہن، عرب کا کہانت زدہ معاشرہ ہو یا مصر کا ساحرانہ ماحول، جدید دنیا کی یورپی اقوام ہوں یا ترقی پذیر ممالک، ہر قوم نے اپنے اپنے انداز سے نام کی اہمیت کو محسوس کیا۔

- کسی نے زائچے بنا کر لمحات، ساعات، اور ستاروں کی رفتار کو جانچا، پرکھا، تولا اور اس کے زیر اثر مولود کا نام رکھا۔
- کسی نے علم الاعداد کے حوالے سے نام کے سود و زیاں کو جانچا، سعد اور نحس گھڑیوں کی نسبت سے سوچا۔
- کسی نے اپنے مذہبی عقائد کے حوالے سے دیوی، دیوتاؤں، اور بتوں کی طرف منسوب کر کے نام رکھے۔
- کسی نے دشمن پر اپنا خوف طاری کرنے کے لیے کلب (کتا) ذئب (بھیڑیا) حجر (پتھر) نمر (چیتا) عاص (کسی کی نہ ماننے والا) وغیرہ ناموں کو اختیار کیا۔
- کسی نے پیدائش کی ساعت، دن، مہینے یا اس دن سے مخصوص کسی واقعہ سے منسوب کر کے نام رکھ دیا۔ مثلاً شبراتی، عیدن، حاجی، ربیع، رمضان وغیرہ۔
- کسی نے بچے کی کسی جسمانی صفت ہی کو نام کے لیے اختیار کر لیا مثلاً اسود (کالا) بگا (سفید) لبو، وغیرہ۔
- کسی نے اپنے خاندان یا قوم کی کسی غیر معمولی کارنامہ انجام دینے والی شخصیت کے نام

کو انتخاب کیا۔

- کسی نے اچھا نام اپنی دانست میں اس لیے رکھا کہ اس کے اثرات اعمال پر اچھے مرتب ہوتے ہیں۔
- کسی کے خیال میں اچھی تقدیر، اچھے نام ہی سے منسلک ہوتی ہے۔

الغرض قدیم از منہ سے لے کر دورِ حاضر تک بڑے بڑے پامسٹ، ستارہ شناس، کاہن، جوتشی، اور دانشوروں نے نام اور شخصیت کے حوالے سے تجزیاتی افکار و نظریات پیش کیے۔

نام رسول رحمت ﷺ کی نظر میں

اس ذات اقدس سے بڑھ کر کوئی حوالہ نہیں، جسے خالق کائنات نے اپنے کلام واحکام کی ترجمانی کے لیے منتخب فرمایا۔ وہ ہستی مقدس جس کے افکار سے حکمت نے نشوونما پائی۔ جن کا ایک ایک لفظ، امن، سکون، شرافت صداقت اور ایمان کے شباب کا مظہر ہے۔ جن کے اعمال حسنہ ہر خیر اور معروف کے لیے مکمل معیار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام کی اہمیت کا جس انداز سے احساس بخشا آئیے! اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مقدس کے اقتباسات سے معلوم کریں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر بچہ اپنے عقیقہ کے جانور کے عوض رہن ہوتا ہے، جو ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی کیا جائے، اس کا سر منڈوا دیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔" (بخاری)

دین اسلام کے معلم اعلیٰ نے نام کا تعلق تقدیر سے جوڑا، نہ اچھے برے اعمال کو مطلقاً نام کے تابع قرار دیا۔ البتہ انسان کی اس اکلوتی پہچان کو عزت اور خوبی فکر کا لباس ضرور بخشا تاکہ روز محشر ذم کا پہلو لیے ہوئے نام کی بنا پر سر عام کسی فرد کی رسوائی نہ ہونے پائے۔

تجربہ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صفت ودیعت فرمائی ہے کہ وہ ہر اچھے اور پسندیدہ نام کو چاہتا ہے۔ آدمی تو آدمی اچھی چیزوں کے ناموں کو بھی یہی تاثیر ملی ہے۔ مثلاً آم،

انگور، سیب یا کوئی بھی اپنا پسندیدہ پھل تصور کر لیجئے یا اس کا نام لیجئے، آپ اس کی لذت سے مسرور ہونے لگیں گے۔

قرآن و حدیث کی روشنی کے مطلعِ اول، افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی اس قلبی کیفیت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ خود بھی اچھے نام سے اچھا تاثر ضرور لیتے۔ جس کا ثبوت ہمیں بریدہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مہیا کرتی ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے فال نہیں لیتے تھے لیکن جب کسی خاص شخص کو، کسی خاص مہم پر روانہ فرماتے تو اس کا نام دریافت فرماتے نام اچھا ہوتا تو خوش ہوتے، اگر نام اچھا نہ ہوتا تو چہرہ مبارک پر کراہت کے آثار نظر آنے لگتے۔'' (سنن ابوداؤد)

پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تاثراتی کیفیت کا بریدہ رضی اللہ عنہ، کو ذاتی طور پر ہی تجربہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے پہلی ملاقات سفرِ ہجرت میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام دریافت فرمایا۔ عرض کیا: ''بریدہ (ٹھنڈک)'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیق سفر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوبکرؓ ہمیں ٹھنڈک حاصل ہوگی۔'' پھر بریدہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا ''تم کس قبیلہ سے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ''قبیلہ اسلم سے'' فرمایا: ''اے ابوبکرؓ ہم سلامتی سے رہیں گے۔'' پھر بریدہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ''سہم (عربی میں سہم تیر کو کہتے ہیں لیکن مجازاً حصہ کو کہتے ہیں) چنانچہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تیرا حصہ نکل آیا۔'' یعنی تم کامیاب ہوئے۔ (اذکار مسنونہ، امام ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ)

صلح حدیبیہ کے موقع پر سہیل (آسان ہونا) نام کے ایک شخص قریش کی طرف سے سفیر بن کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام سن کر فرمایا ''سھل لکم امرکم۔''

(تمہارے لیے تمہارا کام آسان ہوگیا۔) جامع الصغیر، ترمذی

ایک بار ایک مجمع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "کون اس کا دودھ دوہے گا؟" ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا "میں یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "تمہارا نام کیا ہے؟" عرض کیا...... "مرہ (تلخ)۔ فرمایا "بیٹھ جاؤ۔" اور دوبارہ دریافت فرمایا "کون اس کا دودھ دوہے گا؟" ایک اور شخص اٹھا اور عرض کیا "میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام دریافت فرمایا اس نے عرض کیا "حرب" (جنگ) فرمایا "تم بھی بیٹھ جاؤ۔" پھر تیسری بار دودھ دوہنے والے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ ایک اور شخص اٹھا اور دودھ دوہنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب سابق اس کا نام دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کیا "یعیش" (زندہ رہنا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دودھ دوہنے کی اجازت دے دی۔

(اذکار مسنونہ ابن قیم، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۸۔ ص ۴۷)

نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد حسن ہیں یہ روایت قدرے اختلاف سے موطا امام مالک میں بھی ہے۔ بحوالہ تحفۃ الاسماء غازی عزیز

غور فرمائیے! حرب اور مرہ کتنی چاہت سے سب سے پہلے اٹھے لیکن نام کی وجہ سے فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی سعادت سے محروم قرار پائے۔ اس لمحے ان کے دل پر کیا بیتی ہوگی۔ کتنی حسرت ہوئی ہوگی۔ کاش ہمارے نام یعیش (زندہ رہنا) کی طرح اچھے مفہوم پر مشتمل ہوتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تاثرات کے ردعمل سے ہم خود بھی روزمرہ کی زندگی میں کئی بار گزرتے ہیں۔ مثلاً ہلاکو، چنگیز، ہٹلر اور روم کو جلا کر بانسری بجانے والے نیرو کا نام

سنتے ہی ہر ایک کے ظلم کی تاریخ ذہن میں ابھرنے لگتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ تعلیم وتعلم پر قربان! بھری محفل میں زبان سے کہے بغیر، اپنے عمل سے صرف ان پر ہی نہیں، رہتی دنیا تک تمام روئے زمین کے بسنے والوں پر بھی عیاں فرما دیا۔ کہ نام اچھے مفہوم والے رکھا کرو۔

اگر ہم روز محشر قاسمِ تسنیم وکوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ مبارک کے طلبگار ہیں۔ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی صف میں اپنا نام درج کرانا چاہتے ہیں۔ تو خوبیٔ عمل کے ساتھ ساتھ خوب نام کو بھی اختیار کرنا چاہیئے۔ اپنی اولاد کو اچھے اچھے نام دے کر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب اور فوائد بھی حاصل کرنا چاہئیں۔

نام اور مقصدیت

انسان کے ہر فعل کے پسِ پردہ کوئی نہ کوئی مقصد ضرور کارفرما ہوتا ہے۔ مقصد جتنا عظیم ہوگا۔ اس کے لیے اتنی ہی عظیم منصوبہ بندی کی ضرورت ہوگی۔ کسی عمارت کا نقشہ ہمیشہ اس کے مقاصد کو سامنے رکھ کر مرتب کیا جاتا ہے۔ اور اسی مجموعۂ مقاصد کو کسی ایک نام میں سمو کر عمارت کو مجوزہ نام سے موسوم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً شفاخانہ، مکتبہ، گھر، اسکول، بینک وغیرہ...... بعینہ والدین کسی نہ کسی مقصد کے تحت اپنے بچوں کے نام کا انتخاب کرتے ہیں۔ بچے کے مطلوبہ کردار کی تشکیل کے علاوہ جو نام اسے والدین دیتے ہیں، وہ اس کا غماز ہوتا ہے کہ والدین مستقبل میں بچے کو کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔ گویا نام ماں باپ کے تحت الشعور میں بچے کے مستقبل کا بنیادی پتھر ہوتا ہے۔ ہم سب کے دل و دماغ قرآن وحدیث کو مکمل طور پر تسلیم کریں یا نہ کریں، لیکن اللہ عزوجل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کی تصدیق ہم شعوری یا لاشعوری طور پر کر رہے ہیں یا کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی ذی شعور ایسا نہیں جسے اس صداقت کا اعتراف نہ ہو۔

یقین نہ ہو تو؟ طارق عزیز، ندیم، نیلو، وحید مراد، جیسے فلمی نام رکھنے والے ماں باپ کو ملیے، ان سے گفتگو کے بعد تجزیہ کیجئے تو پتہ چلے گا وہ اپنے بچوں کا مستقبل انہی فلمی شخصیات جیسا دیکھنے کے متمنی ہیں۔

اسی طرح بوبی، ٹائیگر، پنکی، پپی، ٹینی، جج...... بے تحاشا دولت مند، مغرب زدہ، آزاد

خیال والدین کا انتخاب بنتے ہیں، ایسے والدین اپنی اولاد کو میم صاحبہ یا صاحب بہادر کے رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ، عائشہ، بلال، معوذ، خولہ، صلاح الدین، جیسے مسلم ناموں کا انتخاب کرنے والے والدین اپنی اولاد میں انہی عظیم شخصیات جیسی صفات دیکھنے کے متمنی ہوتے ہیں۔

والدین سے بھی عظیم محسنِ حقیقی

والدین کا اپنے بچے کے مقصد زندگی کا تعین کرنا درست، اپنے پسندیدہ نام سے موسوم کرنا صحیح لیکن والدین سے بھی زیادہ مشفق و مہرباں اور عظیم محسنِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا۔ جسمانی ساخت کی موزونیت بخشی، دماغی صلاحیتیں عطا کیں، زبان و بیان کی لطافت دی، زندگی کے تمام سامان مہیا کیے، اس ہستی کا حق یقیناً والدین سے بڑھ کر ہے۔ لہٰذا جس مقصد کے لیے اس نے انسان کو اشرف المخلوقات کا اعزاز دیا ہے۔ اسے اولیت دی جائے۔ اللہ جل شانہٗ کا طے کردہ مقصد ہی انسان کے پسندیدہ رجحانات کا منبعِ اول و آخر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقصدِ حیات کی نشان دہی اپنی کتاب ہدایت میں یوں بیان فرمائی ہے۔

''اور میں نے انسانوں اور جنوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔''

(سورہ الذاریات ۔ ۵٦)

عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کی مکمل فرماں برداری ہے۔

عبادت کے آداب و قواعد سے آگہی کا آئینہ اسی مہرباں رب حکیم نے اپنے عبدِ خاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں سمو کر ہمارے سامنے رکھ دیا تاکہ اس دنیا میں آمد سے تادم آخر...... نام سے کام تک ...... ارادے سے تکمیل تک اسی رب اکرم کی فرماں برداری کو اپنا مقصد بنائے رکھیں۔

اللہ کے پسندیدہ نام

اس عنوان کی روشنی میں آیئے! دیکھیں وہ کون سے نام ہیں جو انسان کے مقصدِ تخلیق (عبادت واطاعت) کی تصدیق وتائید کی سند رکھتے ہیں۔ ترجمان ربِ حکیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"ان احب اسماء کم الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمان "

"اللہ کے نزدیک سب ناموں سے زیادہ محبوب نام عبداللہ (اللہ کا بندہ) اور عبدالرحمان (رحمان کا بندہ) ہیں۔" (متفق علیہ)

"احب الاسماء" کا مطلب ہے "سب سے زیادہ محبوب نام"

تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ محبت کرنے والے سے زیادہ وہ شخصیت فائدہ میں رہتی ہے جس سے محبت کی جاتی ہے۔

دنیا کی کسی زبان میں شعروادب کے لاتعداد اوراق محبوب کی دلجوئی میں، زمین وآسمان کے قلابے ملا دینے، محبوب کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کے ایک اشارے پر سب کچھ قربان کر دینے کی کوششیں ملیں گی۔ شعروادب میں مبالغہ سہی لیکن محبوب کی خاطر دی جانے والی قربانیوں کے واقعات عام ملتے ہیں۔

ہمارا سب سے محبوب رشتہ اولاد ہوتی ہے۔ ہم اولاد کی خاطر جائز وناجائز معرکے سر کر جاتے ہیں۔ اب غور فرمائیں! جو نام اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوں، انہیں انسان شعوری طور پر اپنا

لے تو کتنے فائدہ میں رہے گا۔

حاصل کلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ناموں میں سے سرفہرست ہمیں دو نام ملتے ہیں۔ عبداللہ، عبدالرحمان۔ دونوں ناموں میں ایک ہی قدرِ مشترک (عبدیت) پائی جاتی ہے۔ جب کہ پہلے نام کا نمایاں جز اللہ اور دوسرے کا رحمان ہے۔

آیئے ان تینوں اللہ، رحمان، اور عبد کی تعریف پر غور کریں۔

اللہ اسم علم ہے۔

اللہ ہی ہے جس کے سوا کسی اور کو الوہیت کا شائبہ تک بھی حاصل نہیں۔

اللہ ہی ہے، جو دین خالص کا مالک ہے۔

اللہ ہی ہے، جو نور السموات والارض ہے۔

اللہ ہی ہے، جسے ہر شے سجدہ کرتی ہے۔

اللہ ہی ہے، جو دعاؤں کو سنتا ہے اور مرادیں بخشتا ہے۔

اللہ ہی ہے، جس کے حکم سے فنا ملتی ہے اور جس کے فضل سے بقا حاصل ہوتی ہے۔

اللہ ہی ہے، جس نے اپنی ذات پاک پر رحمت لکھ دی ہے۔

یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ الحمد کا استعمال اسی ذات کے لیے مخصوص ہے۔

(ماخوذ از شرح اسمائے حسنیٰ مولانا سید سلمان منصور پوری)

رحمان: رحمان کا اشتقاق رحم سے ہے۔ رحمان کا مطلب ہے رحم فرمانے والا۔ رحمان علمیت کے لحاظ سے اسم اللہ کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اللہ کہو یا رحمان کہو، ان میں سے کچھ بھی کہہ لو، اللہ کے تو سب نام بہتر ہیں۔" (۱۱۰، بنی اسرائیل)

رحمان اللہ تعالیٰ کا وہ خاص تعارف ہے جو اس نے اپنے بندوں کو اپنے نام کے بعد کرایا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اس تعارف کا مظہر اولین ہے۔

عبد کیا ہے؟

عبد سے مراد یوں تو ہر انسان ہے چاہے آزاد ہو یا غلام۔ دونوں صورتوں میں اس کا تعلق اپنے مالک و مربی کی فرماں برداری سے ہے۔ لیکن جب عبد کی نسبت اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر اپنی طرف کریں تو اس سے مراد اللہ کا وہ نیک، خوش بخت، سعادت منداور معزز واشرف انسان ہوتا ہے جس میں تقویٰ اور انابت الی اللہ کا جوہر موجود ہو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے ڈرے نہ کسی کے سامنے جھکے۔ مثلاً

○ عبداللہ۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نبیوں کو اس خطاب کریم سے یاد فرمایا ہے۔

(۱) عیسیٰ علیہ السلام۔ سورہ مریم آیت ۳۰ میں ارشاد ہے: "کہ میں عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔"

(۲) خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سورہ جن آیت ۱۹ میں ارشاد ہے:

"اور جب عبداللہ اس کی عبادت کو کھڑے ہوئے تو کافران کے گرد ہجوم کر لینے کو تھے۔"

○ عبدہٗ۔ (اس کا اپنا بندہ) اس لقب سے اللہ تعالیٰ نے جن دو نبیوں کو مخاطبت کا شرف بخشا ان کے اسمائے گرامی:

(۱) زکریا علیہ السلام۔ ارشاد ہوا: " ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا"

(سورہ مریم۔ آیت نمبر ۲)

"یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا بیان ہے (جو اس نے) اپنے بندے زکریا پر کی

تھی۔"

(۲) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ سورہ اسریٰ آیت ایک میں فرمایا:۔

" سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرَیٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی ".. "وہ ذات پاک ہے، جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی "

○ عبدنا۔ (ہمارا بندہ) اس خصوصی نسبتِ محبت سے فیضیاب ہونے والے محترمین:

(۱) ایوب علیہ السلام۔ فرمایا:" وَ اذْکُرْ عَبْدَنَا اَیُّوب " (سورہ ص۔۴۱)

"اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر۔"

(۲) داوٗد علیہ السلام۔" وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَالْاَیْدِ اِنَّہٗ اَوَّاب "(سورہ ص۔۱۷)

"اور ہمارے عبد داوٗد کو یاد کرو، جو صاحبِ قوت تھے، بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے۔

(۳) رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا:۔" وَ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوا بِسُوْرَۃٍ مِنْ مِثْلِہٖ ".. "اور اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک کتاب تم بھی بنا لاوٗ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۳)

(۴) نوح علیہ السلام۔ سورہ قمر آیت ۹ میں ارشاد ہے:" فَکَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَ ازْدُجِرَ ".. "تو انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا کہ دیوانہ ہے اور انہیں ڈانٹا بھی۔

○ عبادی۔ (میرے بندے) یہ نسبت ان آیات میں پائی جاتی ہے جہاں اللہ نے اپنے نیک لوگوں کو اپنی رحمت، مغفرت اور تقرب کی خوشخبری سنائی ہے۔ مثلاً" نَبِّیٔ عِبَادِیْ اَنِّیْ

اَنَا الْغَفُوْرُ" الرَّحِیْم "(سورہ حجر۔۴۹)"میرے بندوں کو بتادو کہ میں بڑا بخشنے والا اور مہربان ہوں۔"

o عبادالرحمان۔(رحمان کے بندے) وہ مخصوص انسان جو اپنے آپ پر اللہ کے قانونِ محبت اور آئین اطاعت کو فرض کر لیتے ہیں۔عبادالرحمان کی تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں فرمائی ہے:۔وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا

"اور عبادالرحمان وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں۔" (الفرقان۔۶۳)

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صفت عبدیت کا ذکر یوں بھی فرمایا ہے:

o عبداً شکوراً۔(شکر گزار بندہ) یہ صفت نوح علیہ السلام کے لیے بیان فرمائی ہے۔ (سورہ اسراء۔۳)

o عبد منیب۔سورہ سبا۔۹

o نعم العبد۔(اچھا بندہ) عبدیت کی اس صفت کا بیان سلیمان علیہ السلام کے لیے فرمایا۔ص۔۳۰

عبد جب اللہ کی اطاعت کی حالت میں ہو تو وہ عابد (عبادت گزار) کہلاتا ہے۔خواتین کے لیے عابدات (عبادت گزار عورتیں) مردوں کے لئے عابدون (عبادت گزار بندے) اور عابدین کا تذکرہ بھی اللہ نے قرآن پاک میں کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ صفت خاص ہے جسے ایمان وعمل کی دولت نصیب ہو جائے تو وہ انسانیت کی معراج کہلاتا ہے۔ایمان وعمل کے لحاظ سے عبد کے کئی درجے ہیں۔عبد کا سب سے اعلیٰ مقام رحمت عالم، خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت میں ہے۔جس کے ارتفاع کی گواہی" اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ "کہہ کر دی جاتی ہے۔

ہم اپنے بچوں کو ان محبوب ناموں کا تحفہ پیش کریں تو اسی صالح نیت کے ساتھ کہ ہماری

اولاد اپنے محبوب نام کی طرح اعمال بھی ایسے اختیار کرے گی جو اللہ، الرحمان کو محبوب ہیں۔ اللہ نے جو صفات عباد الرحمان کی فرمائی ہیں ان صفات سے اپنے ہر کام کو آراستہ کرے گی۔ اپنے آپ کو ہر حالت میں اللہ کا فرماں بردار رکھتے ہوئے تمام مادی اور غیر مادی طاقتوں کی مرعوبیت کے چنگل سے آزاد رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب کردہ خوش نصیب عبداللہ اور عبدالرحمان:

قول وعمل کی یکسانیت کے حامل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا، کر کے بھی دکھایا۔ چنانچہ کتب احادیث وسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب کردہ عبداللہ اور عبدالرحمان نام کی شخصیتوں کا تذکرہ موجود ہے۔

۱۔ **عبداللہ بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صاحبزادے۔ لقب طاہر اور طیب۔ چھوٹی عمر ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (رحمۃ للعالمین جلد۳ سید سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ **عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ**۔ مدینہ منورہ میں مہاجرین میں پیدا ہونے والے سب سے پہلے بچے ہیں۔ والدہ کا نام اسماء اور نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کی تحنیک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، گود میں اٹھایا اور عبداللہ نام سے نوازا۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس نام کی تہ میں کارفرما صالح نیت نے اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اعمال کی صورت ظہور فرمایا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا اور اسی کیفیت میں شہادت کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا۔ صحیح مسلم

۳۔ **عبداللہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ**۔ رات کے وقت پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ام سلیم نے اپنے بڑے بیٹے انس رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ''خیال رکھنا، بچے کو رات بھر کوئی چیز نہ کھلانا۔ اس

کی تحنیک (سب سے پہلی خوراک) خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کریں گے اور نام سے نوازیں گے۔'' چنانچہ صبح ہوئی تو بارگاہ نبوی میں انس رضی اللہ عنہ بچے کو لے کر حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو گود میں لیا، کھجور اپنے دندانِ مبارک سے نرم فرمائی، بچہ کے تالو پر لگائی تو وہ اسے چوسنے لگا۔ فرمایا ''انس دیکھو انصار کو کھجور کس قدر پسند ہے۔'' پھر دعائے برکت دی اور عبداللہ نام عطا فرمایا۔ (صحیح مسلم)

۴۔ **عبداللہ بن احمد ابن ابی جحش۔** پیدا ہوئے تو انہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں اٹھایا، سر پر دست شفقت پھیرا اور عبداللہ نام سے نوازا۔ (اسد الغابہ جلد ۳)

۵۔ **عبداللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنت طاہرہ زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند، ان کی پیدائش ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں اٹھا کر دعائے برکت دیا اور عبداللہ نام سے نوازا۔ (اسد الغابہ جلد ۴)

ان معزز شخصیات کے علاوہ کتنے ہی اصحاب ایسے تھے جن کے نام عہد جاہلیت میں برے مفہوم پر مبنی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے نام بدل کر عبداللہ اور عبدالرحمان ناموں سے نوازا۔ جن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے صحابی بھی شامل ہیں۔ ان کی تفاصیل آئندہ سطور میں آئے گی۔

عبد اسمائے حسنیٰ کے زیر نگیں

ہم ان دو ناموں عبداللہ اور عبدالرحمان سے استنباط کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے کسی بھی اسمِ مبارک کے ساتھ عبد کا سابقہ استعمال کر کے نام تجویز کر سکتے ہیں۔

عبد کے ساتھ اسمائے حسنیٰ کی عظیم نسبت استعمال کرتے ہوئے اس کا مفہوم ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے مثلاً عبدالرب (رب کا بندہ) موسوم کو یہ یقین مہیا کرتا ہے کہ تم اس کے بندے ہو جو ہر چیز کے غیر محسوس اور ان دیکھے بیج سے لے کر اس کی طبعی عمر تک اس کی پرورش اور پرداخت فرماتا ہے۔ لہٰذا آقا وہی ہے، اس کی فرماں برداری کو ہی محور عمل بنانا ہے۔

آیئے اللہ کے اسمائے حسنیٰ سے قبل عبد کی اضافت والے ناموں کی مثال خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل منزہ سے دیکھیں۔

۱۔عبدالقیوم۔ (قائم رہنے والے کا بندہ) ایک وفد حاضر ہوا۔ ان میں قیوم نام کا ایک غلام بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ''تم قیوم نہیں عبدالقیوم ہو۔'' (اسدالغابہ جلد ۳)

۲۔عبدالعزیز۔ (زبردست و غالب کا بندہ) ایک صاحب کا نام عزیز (غالب) تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عبدالعزیز نام عطا فرمایا۔ (اسدالغابہ جلد ۳)

۳۔عبدربہ (اپنے رب کا بندہ) ایک شخص کا نام غاوی (گمراہ) بن عبدالعزیٰ (عزیٰ بت کا بندہ) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راشد (رشد والا) بن عبدربہ (اپنے رب کا بندہ) کے نام سے ان کا نام تبدیل فرمایا۔ (اسدالغابہ جلد ۳)

لڑکیوں کے لیے وصف عبدیت کے مظہر نام:

لڑکیوں کے لیے اسمائے حسنیٰ سے قبل امۃ' کا سابقہ استعمال کرنا چاہیے۔ اس کی تائید ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ملتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لا یقولن احدکم عبدی و امتی

کلکم عبداللہ و کل نسائکم اماء اللہ و لکن لیقل غلامی و جاریتی و فتاتی ولا یقل لعبد ربی ولکن لیقل سیدی. (رواہ مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہ کہے کوئی تم میں سے اپنے غلام کو میرا بندہ اور میری بندی، کیونکہ ہر ایک تم میں سے اللہ کا بندہ اور ہر عورت اللہ کی بندی ہے اور لیکن کہے میرا لڑکا یا میری لڑکی میرا خادم یا میری خادمہ اور نہ کہے غلام اپنے مالک کو میرا رب بلکہ کہے میرا سردار۔"

معلوم ہوا کہ عبد اور امتہ کے الفاظ صرف اللہ تعالیٰ سے اظہار عبدیت کی علامت ہیں۔ ان کی نسبت کسی اور کی طرف نہیں کرنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا نام معلوم نہ ہوتا اسے یا عبداللہ (اے اللہ کے بندے) کہہ کر پکارتے۔

عبید اسماء الحسنٰی کے ساتھ:

عبد کی اسم تصغیر عربی قواعد زبان کی رو سے عبید اللہ (اللہ کا حقیر سا بندہ) آتی ہے۔ مندرجہ بالا حدیث سے استنباط کرتے ہوئے ہم اسمائے حسنٰی سے قبل عبید کا سابقہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ مثلاً عبید الجلیل (جاہ و جلال کے مالک اللہ کا بندہ)

عبد اپنے دیگر اوصاف خیر ساتھ:

عبد کے ساتھ ایسے لفظ کا الحاق بھی کیا جا سکتا ہے۔ جو اس کی صفت عبدیت میں مزید نکھار پیدا کرے۔ مثلاً عبد منیب، (اللہ کی طرف رجوع کرنے والا بندہ) عبداً شکوراً (شکر گزار بندہ) وغیرہ۔ اس انداز سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عبد شر (برا بندہ) کا نام عبد خیر (اچھا بندہ) منتخب فرمایا۔ (اسد الغابہ جلد ۳)

مقبول شخصیات کے مقبول نام

موجودہ دور میں جن لوگوں کے ناموں کو عوامی مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ ان کا تعلق یا تو کھیل کی شعبے سے ہوتا ہے۔ یا ماڈلنگ اور اداکاری سے۔ چنانچہ امریکہ میں ناموں کی مقبولیت کے بارے میں سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ گزشتہ گیارہ سال میں ۲۱۹۵ لڑکوں کا نام مائیکل جیکسن (اداکار) اور ۱۱۵۵ لڑکیوں کا نام سٹیفی (ماڈل گرل) رکھا گیا (روزنامہ جنگ)

پاکستان میں ناموں کی پسند ناپسند کا معیار اس سے چنداں مختلف نہیں۔ جس کا برمنگھم سے شائع ہونے والے اردو ماہنامے "صراط مستقیم" کے مندرجہ ذیل بیان سے لگایا جا سکتا ہے:......

"ایک خاتون کے ہاں بچی پیدا ہوئی، نام پر غور و فکر ہونے لگا، تو اس کے ۷ سالہ بھائی نے اپنی ماں سے کہا "ہم اس کا نام انجمن رکھیں گے، کیونکہ انجمن اچھا ناچتی ہے۔"

کتنی افسوس ناک بات ہے کہ ہم کلمہ طیبہ پڑھ کر یوں تو دن میں کئی بار اس عہد کو دہراتے ہیں کہ اطاعت و عبادت صرف اللہ کی اور پیغام اور ارشاد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب القبول ہے۔ لیکن اپنی پسند، اور چاہت کو ان لوگوں کی نقل پر ضائع کر دیتے ہیں جن کا عمل اسلام کی نفی کرتا ہے۔

حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہم اپنی لوحِ قلب پر ایسے محبوب لوگوں کی جدول مرتب کریں

جن کا ایک ایک عمل، ایک ایک سانس، صرف اللہ جل شانہٗ کی عبادت واطاعت کے لیے وقف ہے۔

مشاہدہ کہتا ہے جس انسان سے محبت ہو، اس کی عادات، لباس، نشست و برخاست کے انداز، نام اور کام سے پیار کرنا، اسے اپنانا بلکہ اس سے منسوب گلی، شہر اور کانٹوں تک سے پیار کرنا انسان کی فطری کمزوری ہے۔

معلمِ تہذیب واخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی اس فطری کمزوری کا رخ اس طرف موڑ دیا جو سراپا فلاح و کامرانی ہے۔ انبیاء جیسی کریم الاعمال، عظیم الصفات ہستیوں کو مرکزِ محبت قرار دینے کا حکم دیا۔ ان کے ناموں پر اپنے نام رکھنا، ان کے کام پر اپنے کام کا ڈھالنا، ان کے فکر ونظر کی بنیاد پر اپنی فکر ونظر کی تعمیر کرنا ہی انسانی زندگی کا فرض قرار دیا۔

انبیائے کرام کے مؤقر نام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:......

"تسموا با سماء الانبیاء" (سنن ابی داؤد)

"تم انبیاء کے نام رکھا کرو۔"

کسی نبی یا رسول کے نام کا انتخاب اس بات کی علامت ہے کہ ہم اپنے نام یافتہ بچے کو انہی عظیم ہستیوں کے پیکر جمیل میں ڈھلا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد اس کرہ ارض پر توحید و رسالت کے اقرار کی روح اپنے اعمال میں پیدا کرے۔ وہ اس راہ پر چلے جس راہ پر چلنے کے لیے انبیائے کرام نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ راہ حق میں ہماری اولاد ویسے ہی صبر و تحمل کا مظاہر کرے، جیسے انبیائے عظام نے سخت ترین مصائب اور مزاحمت کا مقابلہ انتہائی صبر و توکل کے ہتھیار سے کیا۔

رسول رحمت ﷺ کے منتخب کردہ اسماء الانبیاء:

" تم انبیاء کے نام رکھا کرو "___ کی عملی مثال ہمیں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل عمل سے ملتی ہے:

○ ابراہیم جیسی معزز و منفرد نام سے اپنے لختِ جگر کو موسوم فرمایا۔ ابو رافع رضی اللہ سے روایت ہے کہ:......"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشی میں مجھے ایک غلام عطا فرمایا اور اپنے اس بیٹے کا نام اپنے جدامجد ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا۔'' (صحیح مسلم)

بے شک ابراہیم علیہ السلام اواہ، منیب، صدیق اور اللہ کے خلیل تھے۔ اس نام کا انتخاب ان سے عہدِ محبت اور عملی طور پر عہدِ وفا کا ثبوت ہے۔

○ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ وہ لڑکے کو ساتھ لے کر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو گود میں اٹھایا، پیار کیا، برکت کی دعا دی اور ابراہیم نام سے نوازا۔ (صحیح مسلم)

○ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ وہ بیٹے کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب معمول سر پر دستِ شفقت پھیرا، دعا سے نوازا اور یوسف نام منتخب فرمایا۔ (بحوالہ اسماء الرجال مشکوٰۃ المصابیح) ''بے شک یوسف علیہ السلام اللہ کے سچے نبی اور اپنے اوصاف مطہرہ کے سچے محافظ تھے''۔

○ محمد بن نبیط۔ عہد رسالت میں پیدا ہوئے، ان کی تحنیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور محمد نام سے نوازا۔ (اسد الغابہ جلد ۵)

○ محمد بن ضمرہ بن اسود۔ پیدائش کے بعد بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے۔ اور محمد نام کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ فتح مکہ کے روز حاضر تھے۔ (اسد الغابہ جلد ۵)

○ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ۔ پیدائش کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے۔ بارگاہ نبوت سے دعا بھی ملی اور محمد جیسا کریم نام بھی۔ یہ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ (اسد الغابہ جلد ۵)

یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیائے کرام (بشمول خود) کے اسمائے مکرم کو مختلف

بچوں کے لیے منتخب کر کے اپنے ارشاد کو عملِ دوام سے ہمکنار فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کردہ اسماء الانبیاء:

قرآن پاک کے بیان کے مطابق کرہِ ارض کے ہر خطے اور ہر قوم میں لاتعداد انبیاء و رسل مبعوث ہوئے۔ اور نسلِ انسانی کو ہدایت و فلاح پر گامزن کرنے کا فریضہ انجام دیا۔ کچھ انبیاء کا تذکرہ اور نام قرآن پاک میں بغرض بصیرت موجود ہے۔ آیئے! ان عظیم شخصیتوں کے ناموں سے آگاہی حاصل کریں۔ ان کے کردار کی عظمت کو قرآن عزیز کی آیاتِ بینات کے آئینہ میں دیکھیں، سمجھیں، اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے انہی اوصاف کی مانگ اللہ تعالیٰ سے کریں۔

(۱) آدم علیہ السلام:

سب سے پہلے انسان، نبی، رسول، مسجودِ ملائک، تمام نوعِ بشر کے جدِ اوّل، کرہِ ارض پر انسانی تمدن وتہذیب کے بانی اول، خلیفۃ الارض، کنیت ابوالبشر...... قرآن عزیز میں ان کا نام پچیس (۲۵) بار آیا ہے۔

جو شرف ومنزلت ملائکہ کو نصیب نہ ہو سکا، وہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخشا، مہمان کے طور پر جنت میں ٹھہرایا پھر اپنی حکمت کے ماتحت زمین پر روانہ کر دیا۔

معانی:۔ آدم نام کے معانی مختلف علماء نے مختلف بیان فرمائے ہیں۔

- ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ لفظ افعل کے وزن پر ادمت سے مشتق ہے۔ اس لیے غیر منصرف ہے۔"
- ابن ابی حاتم کی روایت ہے" کیونکہ گندم گوں زمین سے پیدا کیے گئے۔ اس لیے آدم کہلائے۔"

○ ابو اسحاق ثعلبی کا کہنا ہے "یہ لفظ سریانی ہے۔ اس کی اصل آدام بروزن خاتام تھی۔ عبرانی میں مٹی کو آدام کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے آدم بنا۔

○ بعض کی رائے میں یہ لفظ ادمت سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب لائق اتباع وتقلید ہے۔ (بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن جلد ۲)

مقصد انتخاب: موسوم اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کو پیش نظر رکھے گا۔ کوئی خطا سرزد ہو جائے تو آدم علیہ السلام کی طرح ندامت وتوبہ کی طرف مائل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا بابِ رحمت ہمہ وقت سب کے لیے کھلا ہے۔ البتہ خلوص اور صداقت شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اتباع ہدایت کی جو تاکید آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کے لیے کی تھی۔ اس پر کاربند ہو کر "لاَخَوْف" عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْن " کے زمرہ میں شامل ہو جائے گا۔

۲۔ نوح علیہ السلام:

اولادِ آدم میں سب سے طویل العمر انسان ___ وحیِ الٰہی کے مطابق سب سے پہلا بحری بیڑہ تیار کرنے والے، اپنی قوم کو اس کے خود ساختہ بتوں سے نفرت دلانے والے۔

○ یہ نام قرآن پاک میں تینتالیس (۴۳) بار آیا ہے۔

○ اس نام سے قرآن پاک کی ایک سورۃ بھی معنون ہے۔

معانی:۔ اہل علم نے اس نام کے معانی یوں بیان کیے ہیں:

○ بعض کی رائے میں یہ اسمِ معرب ہے یعنی کسی دوسری زبان سے منتقل ہوا ہے۔

○ یہ لفظ سریانی زبان کا ہے جس کا مطلب ہے شکر گزار۔

○ نوح علیہ السلام خشیتِ الٰہی کی وجہ سے ہر وقت روتے رہتے تھے۔ اس لیے نوح نام ہوا۔ اصل نام عبدالغفار تھا۔ (بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن جلد ۲)

مقصد انتخاب:۔ موسوم نوح علیہ السلام کی اتباع میں اپنے ماحول سے شرک و کفر کو ختم کرنے کے لیے آخری سانس تک کوشش کرے گا۔ جو لوگ کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں، دولت پر اتراتے ہیں۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق محبت، نرمی، شرافت، محتاجوں کی مدد جیسے صالح اعمال کے بیج کاشت کرے گا۔

(۳) ادریس علیہ السلام

علمِ کتابت کے موجد اول، علم طب کے ماہر، تہذیب و تمدن کو ترقی و خوشحالی سے ہمکنار کرنے والے، ہمہ تن تدریسِ صحائف کرنے والے، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے: "بلاشبہ وہ تھے سچے نبی، اور بلند کیا ہم ان کا مقام۔" (سورہ الانبیاء)

○ قرآن پاک میں ان کا نام دو بار آیا ہے۔

معانی:۔ اس نام کے بارے علمائے لغت کی رائے یوں ہے:

○ زمخشری کی رائے میں یہ لفظ سریانی زبان کا ہے۔

○ صحیح ابو حبان میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ادریس علیہ السلام سریانی نبی تھے۔ اس لیے یہ نام بھی سریانی ہے۔

○ بعض کی رائے میں ادریس دراست سے مشتق ہے کیونکہ آپ صحفِ آسمانی کا درس دیا کرتے تھے۔ اس لیے ادریس نام ہوا۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد ۲)

مقصد انتخاب:۔ موسوم ادریس علیہ السلام کی طرح تدریس کتاب اللہ کرے گا۔ اپنے اعمال اور اپنی زبان کو آیاتِ الٰہی سے منور رکھے گا۔

(۴) ہود علیہ السلام

یہ قوم عاد کی طرف مبعوث کیے گئے۔ ان کی قوم عاد کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی قوت اور مالی

شوکت سے نوازا تھا۔ بڑے بڑے خوبصورت مکانات کے مالک تھے۔ لیکن غرور کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ ان کا کہنا تھا "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" ہود علیہ السلام نے اس قوم کو اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلائے، انہیں حمد وسپاس کا طرزِ عمل اپنانے کی تلقین کی۔ جواب میں قوم نے انہیں دیوانہ کہا، پھر بھی یہ اپنا فریضۂ دعوت نہایت خوش اسلوبی اور صبر و تحمل سے ادا کرتے رہے۔ لیکن قوم متکبرانہ روش سے باز نہ آئی۔ اور اللہ کے عذاب کا شکار ہو گئی۔

- ہود نام قرآن پاک میں سات بار آیا ہے۔
- اس نام سے ایک سورۃ القرآن بھی معنون ہے۔

مقصد انتخاب:۔ انتخاب کے وقت اس اعلیٰ مقصد کو اولیت دیں کہ موسوم تبلیغ حق کی راہ میں ادفع بالتی ھی احسن کا شیوہ اپنائے گا۔ تلخی کا جواب شیریں کلامی سے دے گا۔ اپنے نفس اور معاشرے سے برائیوں کے انسداد کی کوشش کرے گا۔

(۵) صالح علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے ان کو قوم ثمود کی طرف مبعوث کیا۔ جو مدائن کے علاقے میں آباد تھی۔ ان کی قوم پہاڑوں کو تراش کر خوبصورت محلات اور باغات تیار کرتی۔ اتنی قوت، ہنرمندی، دولت اور خوشحالی کے حصول کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب تھا۔ لیکن یہ سخت ناشکرے ثابت ہوئے۔ آباء واجداد کی تقلید کو توحید پر فوقیت دی۔ صالح علیہ السلام نے ان کو اللہ کی عبادت اور شرک سے اجتناب کا پیغام دیا۔ معجزے کے طور پر اللہ نے ایک اونٹنی ظاہر فرمائی! افسوس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا۔ پیغامِ حق کو پس پشت ڈال دیا۔ آخر ایک رات سوئے تو ان کے مضبوط محلات زلزلے کی لپیٹ میں آ گئے اور کھنڈر کی صورت اختیار کر گئے۔

- صالح نام قرآن عزیز میں چار بار آیا ہے۔

معانی:۔ اس نام کا مطلب ہے درست، ٹھیک، نیک، حقوق و فرائض ادا کرنے والا۔ (المنجد)

مقصد انتخاب:۔ ہمارا صالح نام سے موسوم ___ صالح علیہ السلام کے اسوہ کو سامنے رکھ کر دعوت دین کا کام کرے گا۔ اپنے طرزِ فکر، اخلاق اور حقوق و فرائض کی ادائیگی میں اسلام کے طرز اسلوب کو اپنائے گا۔

(۶) ابراہیم علیہ السلام

لقب خلیل اللہ اور خیر البریہ، اولوالعزم رسول، توحید کی ایک بلند اور طاقتور آواز، نمرود کے تمرد نے سپردِ آگ کیا۔ لیکن آگ اللہ کے حکم سے سراپا" بــرداً و ســلامـاً " (ٹھنڈی اور سلامتی والی) بن گئی۔ اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مہاجر، بیت اللہ کے معزز معمار، قوموں کے امام، مسلمانوں کے امیر اول، راہِ حق میں سب سے عزیز متاع (بڑھاپے کا اکلوتا بیٹا) قربان کرنے والے، رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے جَــدِ اعــلــیٰ ــــ صَــلٰــوۃ عَــلَــى الــنَّبِی صَلَّى اللهُ عَلِيْهِ وَ سَلَم کے ساتھ ساتھ صلوٰۃ کے برابر مستحق، قرآن پاک میں صدیق، حلیم، اواہ اور منیب لقب کے ساتھ یاد کیے گئے۔

- قرآن پاک میں ابراہیم نام سڑسٹھ (۶۷) بار آیا ہے۔
- اس معزز نام سے ایک سورۃ بھی معنون ہے۔

معانی:۔ اس عظیم نام کے معنی علمائے لغت نے یوں بیان کیے ہیں:

- سریانی زبان کے مطابق اس نام کے دو جز ہیں۔ اب (باپ) رحیم (مہربان) یعنی مہربان باپ۔
- اس کا تلفظ ابرحام اور ابرھم بھی ہے۔

○ بعض کے خیال میں یہ ابرھمہ سے مشتق ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد ۲)

مقصد انتخاب:۔ موسوم اللہ تعالیٰ کی توحید کی اشاعت کے لیے اور شرک سے برأت کے لیے ہر آزمائش کو خندہ پیشانی سے سہے گا۔ اسوہ ابراہیمی کی اتباع میں اپنی اولاد، جان، مال، قوم اور وطن کی محبتوں کو اللہ کی محبت پر نثار کردے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں مساجد کی تعمیر و آبادکاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا۔ کیونکہ مساجد اسلامی معاشرہ میں حرارت و حرکت کا مرکز اصل، اخوتِ مسلمین کی ضمانت اور ذکر الٰہی کی امین ہیں۔

(۲) اسماعیل علیہ السلام:

ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر، مکہ معظمہ کی بستی کے سب سے پہلے دو باشندوں میں سے ایک باشندہ ہی نہیں، اس عظیم بستی کے بانی بھی، اللہ کی راہ میں ذبح ہونے والے، ہاجرہ جیسی عظیم القدر، راضی برضا، اطاعت شعار خاتون کے لختِ جگر، بیت اللہ کی تعمیر میں اپنے والد مکرم کے مددگار، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد، قرآن پاک نے ان کو غلام حلیم اور صادق الوعد کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ان ہی کے قدموں سے چاہِ زمزم پھوٹا جو تا قیامت اپنا صحت بخش مشروب اقصائے عالم کے افراد میں باغتار ہے گا۔

○ یہ نام قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ آیا ہے۔

معانی:۔ علمائے لغت کے مطابق

○ یہ نام عجمی ہے اور دو کلموں سے مرکب ہے۔ اسمع (سن) ایل (اللہ) یعنی میری دعا سن اے اللہ۔ (لغات القرآن)

○ بعض نے اس کے معانی اللہ کا مطیع لکھے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی)

مقصد انتخاب:۔ موسوم کو اس عہد کا پابند ہونا چاہیے کہ وہ اس برگزیدہ رسول کی پیروی میں

اللہ کے حکم پر جان تک بے چون و چرا پیش کر دے گا۔ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آدابِ فرزندی اپنائے گا۔ والد اور والدہ کی فرماں برداری اللہ کے احکام کے مطابق کرے گا۔

(۸) اسحاق علیہ السّلام:

ابراہیم علیہ السلام کے فرزند دوم، یعقوب علیہ السلام کے والد، تمام بنو اسرائیل کے جدِ اعلیٰ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کریم ابن کریم کا خطاب دیا ہے۔ (از صحیح بخاری)

○ . ان کا نام قرآن حکیم میں تیرہ (۱۳) مرتبہ آیا ہے۔

معانی:۔ اسحاق نام کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کے معانی یوں بیان کیے گئے ہیں:

○ جب ان کی پیدائش کی خبر ملائکہ نے دی تو ان کی والدہ پردہ کے پیچھے تعجب سے ہنس پڑیں اور کہا۔ یویلتی ء الد وانا عجوز. (۷۲، ھود)

"ہے ہے! میرے بیٹا پیدا ہوگا؟ میں تو بوڑھی اور بانجھ ہوں۔"

اس لیے ان کا نام اسحاق رکھا گیا، جو عربی لفظ ضحاک کی عبرانی شکل ہے۔ (بحوالہ لغات القرآن)

مقصدِ انتخاب:۔ یہ نام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ سے نا امید نہ ہونا چاہئے۔ دُور دور تک آثار و قرائن نہ ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ مطلوبہ کام کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے بڑھاپے میں ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام سے نوازا۔

(۹) لوط علیہ السلام:

ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ___ دعوتِ ابراہیم علیہ السلام پر لبیک کہنے والے _ بے حد مہمان نواز، ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ وطن سے ہجرت کرنے والے، اہلِ سدوم کی

طرف مبعوث کیے گئے، جو مختلف قسم کی گندگی آلود بیماریوں میں مبتلا تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو دلائل کے ساتھ دعوتِ اسلام دی۔ فحشاء و منکر سے روکا۔ لیکن قوم ان کی تذلیل پر اتر آئی۔ آخر پتھروں کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔

○ قرآن پاک میں لوط نام ستائیس (۲۷) بار آیا ہے۔

مقصدِ انتخاب:۔ موسوم حمایتِ حق کے لیے لوط علیہ السلام کی طرح ایسے دلائل پیش کرے گا جو باطل پرست قلب کی تہ میں اتر جائیں، مہمان نوازی جیسی سخائے نفس اور کریم عادت کو محض اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنائے گا۔

(۱۰) یعقوب علیہ السلام

اسحاق علیہ السلام کے بڑے بیٹے۔ ان کا لقب اسرائیل یعنی اللہ کا بندہ ہے۔

○ یہ نام قرآن پاک میں تیرہ (۱۳) مرتبہ آیا ہے۔

معانی:۔ یعقوب نام بھی خود اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا۔ ان کی بشارت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے دے دی تھی۔

○ بعض نے یعقوب کی وجہ تسمیہ عقب یعنی ''اسحاق علیہ السلام کے بعد آنے والا'' کے حوالے سے دی ہے۔

○ یعقوب کا مطلب ''نر چکور'' بھی ہے۔ جس کی جمع یعاقیب آتی ہے۔ (المنجد)

مقصدِ انتخاب:۔ یعقوب علیہ السلام کے کردار میں شکر گزاری، اولاد پر کمال شفقت اور اس کی خیر خواہی، انتہائی بے قراری میں بھی صبر راسخ، انتہائی خوشی پر بھی اللہ کی حمد نمایاں نظر آتی ہے۔ اللہ نے ان کو بصیرت، حکمت اور دور اندیشی سے نوازا تھا۔ اس نام کو منتخب کرتے ہوئے انہی اوصاف کے حصول کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیے۔

(۱۱) یوسف علیہ السلام:

یعقوب علیہ السلام کے فرزند عزیز، سوتیلے بھائیوں کے حسد کا نشانہ بنے تو انہوں نے کنویں میں ڈالِ دیا۔ مصری قافلے کے ہاتھ لگے اور عزیز مصر کے گھر پہنچ گئے۔ جوان ہوئے تو حسن وعفت کا خزانہ بھی اللہ تعالیٰ نے بخشا، امراۃ العزیز اور خواتینِ مصر نے کئی حربے آزمائے لیکن یہ سراپا عفت ہستی متزلزل نہ ہوئی۔ جواب میں امراۃ العزیز نے قید کی سزا تجویز کی۔ قید سے باعزت رہا ہوئے اور مصر کے خزانوں کے امین بنا دیئے گئے۔ دورِ قحط میں حاسد بھائی غلہ لینے آئے تو ان پر احسان فرمایا، نتیجۂ والدین، خاندان اور برادران سب کو اپنے پاس بلا لیا۔ یوں بنو اسرائیل مصر کے مکین بن گئے اور غرقابی فرعون تک یہیں رہے۔

- یوسف علیہ السلام کے مفصل حالات احسن القصص کے نام سے سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیے ہیں۔
- یوسف نام قرآن پاک میں ستائیس (۲۷) مرتبہ آیا ہے۔
- یوسف کا سین، زیر، زبر، اور پیش کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

(الاتقان فی علوم القرآن جلد۲)

معانی: ۔علمائے لغت کی رائے میں یہ لفظ عجمی ہے۔اس لیے اس کا کوئی اشتقاق نہیں۔

- مولانا سید سلمان منصور پوری نے اپنی تصنیف ''الجمال والکمال'' تفسیر سورہ یوسف میں یوسف کا مطلب ''مزید'' لکھا ہے۔

مقصد انتخاب: ۔موسوم سفر وحضر، غلامی وآزادی، مصیبت وشادمانی، قید وبادشاہی، دولت وثروت یا خواہشاتِ نفس کی ملمع سازیاں غرض ہر حال میں تقویٰ اور رجوع الی اللہ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ دنیا کتنی ہی رعنائیوں کے ساتھ سامنے آئے، اس سے اجتناب کرے گا۔

دیانت وامانت عملی ہو یا قولی، فعلی ہو یا قلبی، اسے اپنائے گا۔ کیونکہ اسی صفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قید سے تختِ شاہی کا مالک اور بے گھر سے صاحب ملک بنا دیا۔

(۱۲) شعیب علیہ السلام

یہ اہلِ مدین اور ایکہ کی طرف مبعوث ہوئے۔ ان قوموں کی سب سے بڑی خرابی ناپ تول میں کمی کرنا، راہ چلتوں کو تنگ کرنا، اور فساد فی الارض تھا۔ ظلم کرتے، ڈاکے ڈالتے، اور عصمت ریزی کرتے تھے۔ شعیب علیہ السلام نے ان کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور یوم حساب سے ڈرایا لیکن یہ سرکش قوم نہ مانی اور عذابِ الٰہی کی حقدار ٹھہری۔

- شعیب نام قرآن پاک میں پینتیس (۳۵) مرتبہ آیا ہے۔

معانی:۔ شعیب شعب کی اسم تصغیر ہے، جس کا مطلب پراگندہ کرنا، فراہم کرنا ہے۔

- یا شعب کی اسم تصغیر ہے جس کا مطلب ہے بڑا قبیلہ۔
- یا شِعب کی اسم تصغیر ہے جس کا مطلب پہاڑی ہے۔
- صنعانی نے کہا ہے کہ اشعب (بہت چوڑے سینے والا) کی تصغیر ہو گی جیسے اسود کی سوید ہے۔ (لغات القرآن)

مقصدِ انتخاب:۔ معاملات کی درستکاری، اصلاحِ معاشرہ اور امنِ عامہ اسلام میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ حقوق العباد کا بنیادی ستون عدل کے ساتھ لینا اور دینا ہے۔ خرید و فروخت کا رکنِ اعظم ایمان داری ہے۔ اگر یہ دولت چھن جائے تو ظلم، کبر، عصمت دری، قتل، فساد فی الارض، ہوسِ زر، اور ارتکازِ دولت معاشرے کو لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کی ہدایات کے مطابق موسوم ایمان باللہ، ایمان بالآخرۃ کے ساتھ ساتھ عدل، انصاف، رحم، جان و مال و آبرو کی حفاظت کا شیوہ اختیار کرے گا۔

(۱۳) موسیٰ علیہ السلام:

اولوالعزم رسول، صاحب شریعت، صاحب کتاب، نفاذ حکم الٰہی میں انتہائی پرجوش، والدہ نے پیدائش کے بعد دشمن سے بچانے کے لیے توکلت علی اللہ سپرد دریا کیا لیکن اللہ نے اسی دشمن کے گھر پرورش کے لیے پہنچا دیا۔ جوانی تک وہیں پلے، بڑھے۔ فرعونی ظلم دیکھ کر نہ رہ سکے اور ایک قبطی کو قتل کر بیٹھے۔ نتیجۃً مدین پہنچے، اللہ سے خیر طلب کی تو بہترین ٹھکانہ، باعزت روزگار اور پاکباز بیوی مل گئی۔ طور سینا پر اللہ سے شرفِ ہم کلامی حاصل ہوا اور فرعونِ وقت کو ربوبیتِ حق تعالیٰ کی طرف دعوت دینے پر مامور ہوئے۔ یدِ بیضا اور عصائے کلیمی کی برھان ملی۔ طویل کشمکش کے بعد فرعون غرقِ دریا ہو گیا۔ احکام الٰہی میں حیل و حجت کرنے والی قوم کو عمر بھر راہِ راست پر لانے میں مصروف رہے۔

○ یہ نام قرآن پاک میں اڑسٹھ (۶۸) بار آیا ہے۔

معانی:۔ کیونکہ درخت کی لکڑی اور پانی کے درمیان پائے گئے اس لیے موسیٰ کہلائے۔ قبطی زبان میں مو پانی کو اور سا درخت کو کہتے ہیں۔

مقصدِ انتخاب: اس نام کو منتخب کرتے وقت اپنے بچے کے لیے احکام الٰہی پر پابندی کے لیے شدت (مثل موسیٰ علیہ السلام) طلب کیجئے یہ موسوم ہر کڑے مرحلے پر اللہ تعالیٰ سے تنزیلِ خیر کا طالب ہو۔

(۱۴) ہارون علیہ السلام

موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی۔ بصیرت و حکمت کے مالک، ان کی نبوت کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے یوں دعا مانگی۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي ○ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ○ وَاَشْرِكْهُ

فِیْ اَمْرِیْ ۝ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ۝ وَ نَذْکُرَکَ کَثِیْرًا ۝ اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝

''اور ایک کو میرے گھر والوں میں سے میرا وزیر یعنی مددگار بنا۔ یعنی میرے بھائی ہارون کو۔ اس سے میری قوت مضبوط کر۔ اور اسے میرے کام میں شریک بنا۔ تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں اور تجھے کثرت سے یاد کریں تو ہم کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔'' (سورہ طہٰ ۲۹ تا ۳۵)

- قرآن پاک میں ہارون نام ۱۸ بار آیا ہے۔

معانی:۔ علمائے لغت نے اس نام کے معانی کے بارے رائے ظاہر کی ہے کہ

- یہ نام عبرانی ہے جس کا مطلب ہے ہر دلعزیز و پسندیدہ
- بعض کہتے ہیں یہ نام عجمی ہے۔ اس لیے غیر منصرف ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد دوم)

مقصد انتخاب:۔ اللہ تعالیٰ موسوم کو بھی اپنے دشمن پر موقفِ حق عیاں کرنے کا ایسا دلنشین و مؤثر انداز بخشے کہ سننے والے کے دل میں صداقتِ حق گھر کر جائے۔

(۱۵) الیاس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت مآب نبی ____ قرآن پاک نے ان کو ال یاسین کے نام سے بھی یاد فرمایا ہے۔ ارشاد ہے: " سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ یَاسِیْنَ "

''سلام ہو ال یاسین پر۔ (سورہ صافات۔ ۱۳۰)

- یہ نام قرآن عزیز میں دو (۲) مرتبہ آیا ہے۔
- یہ نام عجمی ہے، اس لیے غیر منصرف ہے۔

مقصد انتخاب:۔ موسوم میں الیاس اور ال یاسین کی معزز ومحترم شخصیت کا سا عمل وکردار دیکھنے کی خواہش اللہ سے کیجئے۔

(۱۶) الیسع علیہ السلام

اللہ کے نبی، محسنین میں نمایاں مقام حاصل کرنے والے۔

o یہ نام قرآن پاک میں دو (۲) مرتبہ آیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"اور اسماعیل، الیسع، لوط ان سب کو ہم نے دنیا والوں پر فضیلت بخشی۔ (سورہ انعام)

معانی:۔ علمائے لغت کہتے ہیں۔ یہ نام عجمی ہے اس لیے غیر منصرف ہے۔

o ایک قول کے مطابق اس کا مصدر وسع، یسع ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد۲)

مقصد انتخاب:۔ اللہ سے یقین رکھیے کہ احسان وفضیلت کے مخصوص اہل الیسع نبی کی طرح اس صفت خاص سے ضرور حصہ ملے گا۔

(۱۷) داؤد علیہ السلام

صاحب کتاب، نبوت و بادشاہت کے مالک، جالوت (نمائندہ کفر) کو قتل کرنے والے، الحدید (لوہے) کی دھات کا کام بحیثیت معجزہ کرنے والے، خوش الحانی سے زبور پڑھتے تو تمام پرندے اور پہاڑ بھی ہمنوا ہو جاتے۔ ایک حدیث میں ہے:

"ان کے لیے قرأت آسان کر دی گئی تھی۔"

o قرآن پاک میں ان کا نام سولہ (۱۶) بار آیا ہے۔

مقصدِ انتخاب:۔ اس نام کے حوالے سے جو خصوصیات ابھرتی ہیں۔ ان میں نمایاں خصوصیت مسلمان صاحب حکومت کا اپنی رعایا کے ساتھ طرز عمل ہے۔ اعتصام باللہ کے

ساتھ دعوت حق، انکسار، تواضع، خدمتِ خلق، نفاذِ عدل، امنِ عامہ، ان کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ صاحب حکومت کو جیسے جیسے ترقی اور عروج حاصل ہوتا ہے اتنا ہی وہ اللہ کے حمد و سپاس میں زیادہ محو و مستعد ہوتا جاتا ہے۔ انہی اوصاف کی مانگ اللہ سے موسوم کے لیے بھی کیجئے۔

(۱۸) سلیمان علیہ السلام

داؤد علیہ السلام کے بیٹے، پوری تاریخ انسانی میں انسانوں، جنوں، پرندوں اور ہواؤں پر حکومت کرنے والی واحد شخصیت، اللہ کی عبادت کے لیے عظیم الشان مسجد تعمیر کرنے والے جو انہیں کے نام پر بنو اسرائیل میں ہیکل سلیمانی اور قرآن کی زبان میں اقصیٰ کہلائی۔

○ سلیمان نام قرآن پاک میں آٹھ (۸) بار آیا ہے۔

مقصد انتخاب:۔ اس نام کا انتخاب کرتے ہوئے یاد رہے کہ اصل حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حکم اور ملک صرف اسی کا ہے۔ دنیاوی اقتدار جسے وہ چاہے عطا فرمائے۔ اللہ کے صالح بندے اس منصب کو اس کی رضا کے تابع رکھتے ہیں۔ اللہ کا عطا کردہ آئین ہی معاشرہ کی اصلاح کا کفیل اور انسان کے لیے واحد تسلی بخش و سکوں داد نظام ہے۔

(۱۹) ایوب علیہ السلام:

ان کا صبر اور شکر بے مثل ہے، کسی بیماری میں مبتلا ہوئے تو تمام رشتہ داروں اور غلاموں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ سوائے ایک نیک بخت بیوی کے۔ اللہ کے حکم سے جبریل امین نے چشمہ جاری کیا۔ آپ نے اس میں غسل فرمایا اور شفا پائی۔

○ قرآن پاک میں ان کا نام چار (۴) بار آیا ہے۔

مقصد انتخاب:۔ موسوم حالات ناساز ہوں یا سازگار ــــــ بیماری ہو یا صحت مندی ہر حال

میں شکر کرے گا۔یہی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ "
(رواہ الترمذی)

(۲۰) یونس علیہ السلام

نینوا کے باشندے تھے،انہیں مچھلی نے زندہ نگل لیا اور پھر اللہ کے حکم سے اگل بھی دیا۔ اس لیے قرآن پاک میں صاحب الحوت اور ذوالنون کے لقب سے ذکر کیے گئے ہیں۔ان کی قوم وہ واحد قوم ہے جس پر اللہ کے عذاب کا فیصلہ ہو چکا تھا۔لیکن ٹل گیا۔

○ قرآن پاک میں یونس نام چار(۴)بار آیا ہے۔

○ طلحہ بن مصرف اس کا تلفظ یُونِس کرتے اور اسے اُنس سے مشتق قرار دیتے تھے۔

(الاتقان فی علوم القرآن جلد۲)

مقصد انتخاب:۔ جب مصائب کی خوفناک رات چھا جائے،ظلمت ہر طرف سے گھیر لے، نجات کے تمام راستے بند ہوں تو" لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ "کے اقرارِ عجز کے ساتھ بارگاہِ رب میں التجا کرو۔ درِ رحمت وا ہوگا۔

(۲۱) ذوالکفل علیہ السلام

بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے تھے۔

○ ان کا نام قرآن پاک میں دو مرتبہ آیا ہے

○ ایک قول کے مطابق انہوں نے چند باتوں کی کفالت اور ذمہ داری لی تھی۔اس لیے یہ نام پڑ گیا۔

ان کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے۔

"ذکر کرو اسماعیل،الیسع،اور ذوالکفل کا اور ان میں سے ہر ایک نیک انسانوں میں

سے تھا۔" (سورہ انبیاء ۸۵)

مقصد انتخاب:۔ ان کا نام نامی منتخب کیجئے اور یقین رکھیے کہ نیکی کی خوشبو چاہے کتنے ماہ و سال گزر جائیں تازہ رہتی ہے۔ جو بھی نیک کام کرے گا اس کا ذکر ذوالکفل کے ذکر خیر کی طرح زندہ رہے گا۔

(۲۲) زکریا علیہ السلام

یحییٰ علیہ السلام کے والد، ہیکلِ سلیمانی کے خدمتگار، مریم کے کفیل، ان کے بارے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"زکریا بڑھئی کا کام کرتے تھے۔" (صحیح مسلم)

انہوں نے انتہائی بڑھاپے میں اللہ سے دعا کی۔

" رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ "

(آلِ عمرانٰ۔۳۸)

"پروردگار مجھے اپنی جانب سے اولاد صالح عطا فرما، تو بے شک دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور یحییٰ علیہ السلام جیسے سید و حصور بیٹے سے نوازا۔

○ ان کے نام کا تذکرہ ۷ بار قرآن پاک میں آیا ہے۔

مقصد انتخاب:۔ ذکریا علیہ السلام کے نام کا انتخاب کریں، تو اس احساس کے ساتھ کہ پاکیزہ اخلاق و ایمان والی اولاد ہی والدین کا ثمر شیریں ہے۔ اللہ کے گھروں کی خدمت کرنا، مساجد میں دل لگائے رکھنا محبوب عمل ہے۔ جس کا تذکرہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ اسی طرح رزقِ حلال کی خاطر کسی پیشہ کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے سوائے اس پیشہ کے جو فحش اور فحش کے زمرہ میں آتا ہو۔

(۲۳) یحییٰ علیہ السلام

ان کا نام اللہ تعالیٰ نے خود یحییٰ رکھا۔ سب سے پہلے انہی کا یہ نام رکھا گیا۔ قرآن مجید میں ان کو سید (قوم کا سردار جس کے لیے مہذب النفس ہونا ضروری ہے) حصور (پاک اور عفت مآب) اور مصدقا بکلمۃ من اللہ (اللہ کے کلمہ عیسیٰ کی تصدیق کرنے والا) کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

○ ان کا نام قرآن پاک میں پانچ (۵) بار آیا ہے۔

معانی:۔ یحییٰ نام کے بارے میں علمائے لغت نے یوں صراحت کی ہے۔

○ اللہ نے ان کو ایمان کی حیات بخشی، اس لیے یحییٰ نام ہوا۔

○ ان کی ماں بانجھ تھیں۔ انہی کی وجہ سے ان کی ماں کے رحم کو قوتِ تولید ملی، لہٰذا یحییٰ کہلائے۔

مقصد انتخاب:۔ اللہ تعالیٰ موسوم کو یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف (عفت، حیا، پاکیزگی، نیکی، والدین کی فرماں برداری) پر کاربند کرے۔

(۲۴) عیسیٰ علیہ السلام

اللہ کے حکم سے بن باپ کے بطنِ مادر سے پیدا ہوئے، نام خود اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ منتخب فرمایا۔ کلمۃ اللہ کے لقب سے نوازا۔ مسیح بھی انہی کا لقب ہے۔ عمر بھر بنی اسرائیل کے کردار کی اصلاح و تطہیر میں مصروف رہے۔ لیکن بنی اسرائیل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ سوائے چند لوگوں کے کوئی بھی ایمان نہ لایا۔ شاہِ وقت نے سولی پر چڑھانے کے لیے گرفتار کرنا چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اندھے، کوڑھی اور بیماروں کو شفایاب کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔ مٹی سے پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک

مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ جاتا۔ نصاریٰ نے ان کے ساتھ یہ ظلم کیا کہ ان کو اللہ کا بیٹا کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نصاریٰ کے اس عقیدے کی سختی سے تردید کی ہے۔

○ عیسیٰ نام قرآن پاک میں تینتیس (۳۳) بار آیا ہے۔

معانی:۔ مختلف علمائے لغت کی رائے یہ ہے۔

○ ابوحیان اندلسی کے مطابق عیسیٰ سریانی زبان کا لفظ ہے۔

○ سیبویہ کے نزدیک عیسیٰ کا وزن فعلیٰ کے وزن پر ہے۔ اور یٰ اس میں وہ ہے جو رباعی کے ساتھ قافیہ خوبصورت کرنے کے لیے ملحق کرتے ہیں۔ جیسے بصریٰ کی یٰ۔ یہاں یٰ سے مراد الف ہے۔ چونکہ کتابت یٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس لیے اسے یا بھی کہتے ہیں۔

○ تاج العروس میں لکھا ہے۔ اصل نام الیسوع تھا جو عربی میں عیسیٰ کہلایا۔

○ علامہ محمود آلوسی کا بھی یہی خیال ہے الیسوع عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے سید اور سردار۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد ۲)

مقصد انتخاب:۔ انسان چاہے کتنے ہی معجزات کا مالک ہو، اللہ کا مقرب ہو، بہرحال اللہ ہی کا بندہ ہوتا ہے۔ اللہ کا بندہ ہونا، بندہ بننا، باعث عار نہیں بلکہ باعثِ فخر ہے۔ اللہ بدیع و خالق نے اپنی مخلوق کو جیسا چاہا ویسا بنایا۔ جس طرح وہ انسان کو بغیر والدین کے پیدا کر سکتا ہے اسی طرح روزِ محشر مٹی میں سے اجسام کو دوبارہ زندگی دینے پر بھی قادر ہے۔

(۲۵) احمد: محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی بشارت، عبداللہ اور آمنہ کا فرزند جمیل، حلیمہ سعدیہ کا لاڈلا شیر خوار، روز ازل میثاق النبیین کا مرکزی نقطہ، ہر قوم کا مسعود ___ بے واؤں کا سہارا، یتیموں کا کفیل، غریبوں کا غمخوار، بوڑھوں کا احترام کنندہ،

بچوں کا مشفق، صنفِ نازک کے سچے احترام و وقار کا نقیب، ایذا رساں کے حق میں دعا، امانت و دیانت کی روح حقِ قرابت کا پاسبان، بوکھلائی اور گھبرائی انسانیت کے لیے امن و سکون، ہاں صداقت اس نام کی خوشہ چین شرافت اس نام کے باندی اور رسالت اس نام کی زیر صدارت ہے۔

معانی:۔ احمد اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے والا۔

- اس نام مبارک کا انتخاب آپ کی والدہ ماجدہ کے لبوں سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔
- یہ نام قرآن پاک میں ایک (۱) بار آیا ہے۔
- صرف زبان ہی سے نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کس شان سے کی؟
- صحن حرم خوب جانتا ہے۔ اللہ کی حمد کے سب سے بڑے مظہر عمل صلوٰۃ میں آپ کی مبارک پشت پر مردہ اونٹ کی گندی اوجھ ڈالی گئی۔
- مکہ معظمہ کی گلیوں نے دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی صدا بلند فرمائی تو رستے میں کانٹے اور سر پر پتھر برسائے گئے۔
- ام القریٰ کی نواحی پہاڑی شعب ابی طالب اپنے نام کے حوالے سے یہی تو بتا رہی ہے کہ صرف اللہ کی عبادت و حمد کے جرم میں اہلِ شہر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاشرتی مقاطعہ کیا۔
- اللہ کی تکبیر ہی کے صلہ میں کتنے ہی باہر سے آنے والے دانش وروں، ادیبوں، خطیبوں، شاعروں سے کہا گیا ”یہ دیوانہ ہے، یہ ساحر ہے، اس کی بات مت سننا، اس کے قریب مت جانا۔“
- طائف کے بازار گواہ ہیں۔ کہ عبادت و حمد ہی کے جرم میں غنڈوں اور اوباشوں نے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لہولہان کیا؟

o ام القریٰ کی گلیاں جانتی ہیں۔ اللہ عزوجل کی حمد کا حق ادا کرنے والے ''احمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کفار نے قاتلانہ سازش کا جال بنا۔

o مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک کا ہر پتھر، درخت، سنگریزہ، پہاڑی، درہ، غار غرض ذرہ ذرہ شاہد ہے کہ رحمۃ للعالمین نے اللہ ہی کی عبادت وحمد کے علو کے لیے گھر سے بے گھر ہونے کا کٹھن راستہ اختیار کیا۔

o کوہِ احد خوب جانتا ہے کہ کیوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک زخمی کیے گئے؟

محمد: صلی اللہ علیہ وسلم...... سب سے زیادہ تعریف کیا گیا۔

o اس نام کے انتخاب کی سعادت دادا عبدالمطلب کو اللہ تعالیٰ نے بخشی۔

o یہ نام قرآن عزیز میں (۴) بار آیا ہے۔

انسان ہوں، جنات ہوں یا ملائک...... سب سے بڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور عبادت واطاعت کا حق ادا کرنے والی ہستی ہی کا بلاشبہ یہ استحقاق تھا کہ پوری انسانیت اور کائنات اس کی تعریف کرے۔ عمل جتنا بلند ہوتا ہے اعزاز بھی اتنا ہی معزز وممیز ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احباب واغیار، ہم عصر غیر عصر، مسلم ومشرک، ہر ایک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال کردار وعمل کے سامنے اعتراف عجز کیا۔

''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم محبوب نام جو رسول کافۃ للناس ٹھہرا...... صادق ومصدوق ہوا، '' وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ '' کے اعزاز کا مستحق، '' اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ '' کا واحد مصداق '' وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ '' کا سند یافتہ '' لَيْلِ اَسْرٰى کا جمال، شِفَاءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ '' کا مہبط، ہر عصر کے ہر فرد کے لیے اسوہ حسنہ، خاتم النبیین، '' صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا '' کا شرف یاب، ہاں اس نام کی محبت اور اطاعت کے بغیر

ایمان وعبادت نامکمل ہیں۔

مقصد انتخاب:۔ اس نام مبارک کے اسوہ حسنہ سے اقتباس کر کے اپنی حیاتِ عمل کو تاباں کرنا۔ اس نامِ مطہر کی محبت و ناموس کے لیے جان نثاری کا ثبوت پیش کرنا۔ یہی ہر مسلم کا مقصد زندگی ہے۔

پسندیدگی کا اعزاز پانے والے نام

انبیائے کرام کے عظیم ناموں کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پسندیدگی کا اعزاز پانے والے کچھ نام...... فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے:

''پسندیدہ نام حارث (کھیتی باڑی کرنے والا) اور ہمام (بہادر بادشاہ) ہیں۔'' (صحیح مسلم)

o حارث نام میں جو مفہوم پوشیدہ ہے اس کی اہمیت کا اپنا ہی مقام ہے۔ حارث یعنی کسان کی اہمیت معاشرے میں مسلم ہے۔ وہ اپنی انتھک محنت اور جدوجہد سے ایک مخصوص ومتعین طریقے سے بیج بوتا ہے، اس کی شب وروز دیکھ بھال کرتا ہے، کیڑے اور جانوروں کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے، فصل کے پہلو میں پنپنے والی ضرر رساں جڑی بوٹیوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر فصل کی حفاظت کرتا ہے۔ طویل انتظار کے بعد وہ دن بھی آتا ہے۔ جب وہ ایک دانے کے بدلے کئی گنا زیادہ دانوں سے بھرپور خوشے حاصل کرتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا کھلیان بھر جاتا ہے۔ اسی کی محنت اس کے سامنے پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔ یہی مثال اعمال انسانی کی ہے۔ والدین نام کا بیج ولدِ آدم کو عطا کرتے ہیں۔ آئندہ زندگی میں اس کو بری صحبت سے بچانا، برے خیالات سے دور رکھنا، اعمالِ صالح کے لیے نقصان دہ عادات کے جراثیم سے محفوظ رکھنا، والدین کی کوشش کا لازمی حصہ ہیں۔ آخر ایک دن وہ بھی آئے گا جب اعمال کی فصل پک کر تیار ہوگی اور رب العرش اس کا نام لے کر اسے پکارے گا۔ انسان اللہ سے کئی گنا زیادہ اجر پائے گا۔ یہی دن ہوگا، جب اس کا چہرہ

مسرور ہوگا۔ جب معنوی حیثیت اتنی خوبصورت ہوتو بارگاہ نبوت سے حارث نام کو سند امتیاز کیوں نہ ملے؟

○ ہمام (بہادر بادشاہ) حکومت صرف اسی کا حق ہوتا ہے، جو اپنی رعایا کے دن بھر، رات بھر، جاگ جاگ کر، گشت لگا لگا کر، دکھی، محروم اور مصیبت زدہ افراد کے حالات معلوم کر کے ان کی فلاح و بہبود کے کام کرے۔ قیام صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ کا اہتمام کرے۔ دشمن سے سامنا ہوتو جواں مردی اور حوصلہ مندی سے اس کا مقابلہ کرے۔ دلیرانہ کردار کا مظاہرہ کرتے ہوئے کفر و شرک، فسق و فجور، فحش و منکر جیسی برائیوں کو مٹانے پر قدرت رکھتا ہو، یہ سب تبھی ممکن ہے جب اس کے پاس جسمانی قوت، قلبی جرات، اخلاقی و ایمانی طاقت ہو، یوم آخر اللہ کے حضور رعایا کے حقوق کی جواب دہی کا احساس غالب ہو۔ بے شک ہمام (بہادر بادشاہ) ان اوصاف سے متصف ہوتا ہے۔ یہ نام پسندیدہ نام ہے۔ اس کی لاج رکھنے کے لیے واقعتاً ہمت و جرأت درکار ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا، جو معنوی اعتبار سے خوبصورت اور اچھا ہو، ہم اسے اپنی اولاد کے لیے منتخب کر سکتے ہیں۔ جیسے رشید (رشد والا)، ظفر (کامیابی)، صدیق (سچا) وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے منتخب کردہ پسندیدہ نام

اتحاد قول و عمل سے مزین کردار کے حامل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد کو کیسے دوام بخشا؟ آیئے احادیث و سیر کے آئینہ میں دیکھیں۔

(۱) قاسم رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے فرزند، خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر، یہ وہ

فرزند محبوب ہیں جن کے نام کی نسبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کنیت ابو القاسم اختیار فرمائی۔

○ قاسم کا مطلب ہے، تقسیم کرنے والا۔ (المنجد)

اگر علم ہے تو علم تقسیم کرنے والا، اگر دولت ہے تو دولت تقسیم کرنے والا، اگر طاقت ہے تو طاقت دوسروں کی بھلائی کے لیے تقسیم کرنے والا۔

(۲) زینب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی، لیکن اپنے بھائی قاسم رضی اللہ عنہ سے چھوٹی۔ ان کی پیدائش کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تیس سال تھی۔ ان کا نکاح خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابو العاص رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اپنی والدہ کے ساتھ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔ لیکن ابو العاص ۶ ہجری کو مسلمان ہوئے۔ ہجرتِ مدینہ فرمائی تو ایک کافر نے اتنا سخت تیر مارا کہ حمل ضائع ہوگیا۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری یہ بیٹی اسلام کی راہ میں سب سے زیادہ ستائی گئی۔" (حاکم۔ زرقانی)

○ زینب کا مطلب ہے آہستہ چال چلنے والی۔ یعنی زندگی کو دھیرے دھیرے طے کرنے والی۔ تحمل اور بردباری کی روشن علامت۔

یہ صفات یقیناً ایک صالحہ خاتون اور مسلمان عورت کا طرہ امتیاز ہیں۔

(۳) رقیہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ یہ وہی ہیں جن کے بارے مکہ معظمہ میں مشہور تھا:

''بہترین میاں بیوی جو دیکھے گئے وہ رقیہ اور عثمان ہیں۔''

ان زوجین نے سب سے پہلے ہجرت حبشہ فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا:

''لوط اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جس نے اللہ کے لیے ہجرت کی۔''

یہ دو ہجری کو اپنے اصل گھر کو چلی گئیں۔ انتہائی متقی، باحیا اور عبادت گزار تھیں۔

○ رقیہ کا مطلب ہے ''نقصان سے بچانے والی تحریر۔'' (المنجد)

(۴) ام کلثوم رضی اللہ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی، انتہائی سعادت مند، باحیا اور قانتہ وزاہدہ تھیں۔ ان کا نکاح رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

○ ام کلثوم کا مطلب ہے ''گوشت سے بھرے ہوئے چہرے والی۔'' دوسرا مطلب ہے ''پرچم کے سر پر لٹکایا ہوا خوبصورتی کے لیے ریشم کا کپڑا۔'' ''چہرہ کا رعب دار ہونا۔'' (المنجد)

(۵) فاطمہ رضی اللہ عنہا

اس وقت پیدا ہوئیں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعلانِ نبوت فرما چکے تھے۔ ان کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس ہوتے تو مسجد میں دو نفل رکعت ادا کرنے کے بعد ان سے ملنے جاتے۔ رحمۃ للعالمین کی چہیتی بیٹی تھیں لیکن گھر کے سب کام اپنے ہاتھ سے کرتیں۔ انتہائی سخی، عبادت گزار، صابرہ و شاکرہ تھیں۔

○ فاطمہ کا مطلب ہے ''اپنے آپ کو خواہشوں اور برائیوں سے روکنے والی۔'' (المنجد)

(۶) حسن رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ ابورافع رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں "جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ساتویں دن عقیقہ کیا اور حسن نام رکھا۔" (صحیح مسلم)

o حسن کے معنی ہیں "خوبصورتی اور اچھائی۔" (المنجد)

(۷) حسین رضی اللہ عنہ

فاطمہ رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر انہیں اور ان کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر بٹھایا کرتے۔ ان کا نام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب فرمایا۔

o حسین "بلند چٹان" کو کہتے ہیں۔ "کہنی کے پاس کا بلند حصہ۔"

اس نام سے موسوم آج بھی اچھے کام اچھے انجام کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کو اپنایا جائے۔

(۸) مُسرع بن یاسر

یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر پر تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ انہیں لےکر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ازراہِ شفقت ان کو گود میں اٹھایا، دعا فرمائی اور "مُسْرِع" نام سے نوازا۔ (اسد الغابہ)

o مُسرِع کا مطلب ہے "جلدی کرنے والا"۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

" وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ. "

رب کے حکم پر لبیک کہنے والا۔

(۹) مُنذِر بن اُسَیدْ بن حُضیر

منذر بن اُسَید کو ان کے والد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو گود میں بٹھایا اور نام دریافت فرمایا۔ والد نے نام بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں اس کا نام مُنذِرْ ہے۔ یعنی ڈرانے والا۔ (متفق علیہ)

یہ تھا معزز، صالح، متقی، مومن، مجاہد، شہید اصحاب کا تذکرہ۔ جنہیں پسندیدہ نام بارگاہِ رسالت ﷺ سے عطا ہوئے اور پسندیدہ کام کی توفیق اللہ تعالیٰ نے بخشی۔

انتخاب کے مستحق اصحابِ رسول اللہ ﷺ کے اسماء:

لاکھوں کی تعداد میں وہ جلیل القدر اصحاب جنہیں بارگاہِ رسالت سے نام پانا تو نصیب نہیں ہوا، لیکن ایمان کی دولت، اعمال کا سرمایہ اور تقویٰ کا جوہر اللہ تعالیٰ سے وافر مقدار میں ملا۔ یہ وہ ہستیاں ہیں، جنہوں نے سفر کی صعوبتوں، حضر کی راحتوں، وطن کی گلیوں، غریب الدیاری کی کلفتوں، مسجد کے پاکیزہ فرش اور تلواروں کی چھاؤں میں ہر موڑ پر آپ ﷺ کی صحابیت کا حق ادا کر دیا" رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ".

اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے۔

تربیتِ رسول اللہ ﷺ کی نشستِ صالحہ سے آدابِ زیست اور تہذیب دین کو اپنا جُزوِ اعمال بنانے والے یہ اصحاب ہر مسلمان کی محبت کے صحیح حقدار ہیں۔ یہ وہ اصحاب ہیں، جن کے کردارِ عظیم نے سنتِ رسول ﷺ پر عمل کر کے سبقت کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اپنی شبانہ روز توجہات، اور حُبِ رسول ﷺ کا خزانہ لے کر حکمت مآب سنت اور حدیث کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا۔ (سلام ہو ان نفوسِ قدسیہ پر)

ان گلہائے رسالت ﷺ سے ناموں کو چُن چُن کر اپنی اولاد کو دینا ہمارے لیے

باعثِ سعادت ہے تا کہ نام کے ساتھ کام بھی انہی کے نقوشِ قدم پر تشکیل و تکمیل پا سکے۔
اصحابِ رسول اللہ ﷺ کے نام احادیث میں ستاروں کی مانند جڑے ہوئے ہیں، تفصیل وہاں دیکھیئے۔

صحابہ کرام کے ناموں کو مولود کے لیے منتخب کرنے کی مثال خود رسول اللہ ﷺ نے مہیا فرمائی ہے۔ چنانچہ......

٥ اَسْعَدْ بن سَہْل بن حُنَیْف

رسولِ صادق ﷺ کے وصالِ مبارک سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش کی خبر ملی تو رسالت مآب ﷺ خود ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کو گود میں اٹھایا اور فرمایا! "یہ اپنے نانا کا ہم نام ہے۔" ان کے نانا کا نام اَسْعَدْ بن زُرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ جو ایک بلند پایہ انصاری صحابی تھے۔ ان کے کارناموں میں حُبِّ رسول اللہ ﷺ اور اطاعتِ حق کا نام سرِ فہرست ہے۔ اسعد بن حنیف کے والد ابوسعید خدری کے نام سے مشہور ہیں۔ جو خود بھی جلیل القدر انصاری تھے۔ اسعد بن سَہْل کی کنیت ابوامامہ انصاری ہے، اور اسی کنیت سے مشہور ہیں۔ راویانِ حدیث میں انتہائی ثقہ و معتبر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ (اسماء الرجال، صحیح بخاری)

اَسْعَدْ کا مطلب ہے بہت برکت والا اور خوش نصیب۔ اس سے بڑھ کر اور خوش نصیبی کیا ہوگی کہ نام بارگاہِ رسالت ﷺ سے ملا۔ کام ــــ رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک بات، ایک ایک لفظ، ایک ایک وقوف، ایک ایک جُنبش کو اصحابِ رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اسے تمام آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

❀❀❀❀

قرآنِ حکیم میں پسندیدہ نام

پسندیدہ ناموں کی حیثیت سے اپنا تعارف کرانے والے وہ نام بھی اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں، جن کا تذکرہ ربِ جلیل نے قرآنِ حکیم میں فرمایا۔ ان کے کردار کے حسن اور خیر کو دوام بخشا۔ گو ان ناموں سے موسوم افراد نبی نہیں تھے لیکن اپنے وقت کے ایمان یافتہ، موّحد اور صالح ہونے کی بنا پر ان کا رتبہ بہت بلند ہے۔ ان صالح افراد کے نام منتخب کرنا بھی ہمارے لیے سعادت سے کم نہیں۔ اب ان کا مختصر تعارف:

(۱) لقمانؑ: یہ کون تھے؟ لوگوں کی مختلف رائے ہے۔ کوئی کہتا ہے حکیم تھے__ کسی نے انہیں غلام کہا__ کسی نے بادشاہ_ ''لغات القرآن'' کا بیان ہے:

''کوئی بھی تھے۔ قرآن کی زبان میں موّحد، دانش مند، دانش گر، عامل، عاملِ گر، ناصح، امین، ستھری فکرونظر رکھنے والے، حق رساں کردار کے مالک تھے۔''

انہوں نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی (جس کا تذکرہ قرآن میں ملتا ہے) وہ ہر انسان کے لیے ایمان و یقین کی پختہ فکر پر مبنی ہے۔

- لقمانؑ نام سے ایک سورۃ بھی معنون ہے۔

علمائے سلف میں سے عکرمہ لقمانؑ کو نبی کہتے ہیں۔

- بعض اہلِ لغت نے لقمانؑ نام کو عجمی قرار دیا ہے۔
- بعض کہتے ہیں، اس لفظ کی ساخت عربی ہے کیونکہ اس کے دوسرے الفاظ لَقُم''

(نگلنا) وغیرہ مستعمل ہیں۔ (لغات القرآن)

○ یہ نام قرآنِ عزیز میں دو (۲) بار آیا ہے۔

○ یہ نام اپنے موسوم میں جو خصوصیات دیکھنا چاہتا ہے، اس کی نشان دہی رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں فرمائی ہے: "ہر شخص تم میں سے راعی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔" (صحیح مسلم)

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرما کر یہ ثبوت دیا کہ: شرک باللہ کا انسداد، اقامتِ صلوٰۃ، بھلائی کا حکم، برائی سے اجتناب، والدین کی خدمت، اللہ کا شکر، میانہ روی، زمین پر اکڑ کر نہ چلنا، مصیبت پر صبر کرنا، تکبر کی وجہ سے لوگوں سے کٹنے سے پرہیز، آواز دھیمی اور لہجہ شیریں رکھنا ــ اپنے ماتحت کو ان تمام عادات کی تلقین ہر راعی کا فرض ہے۔

(۲) عمران: یہ مریم علیہا السلام کے والد تھے۔ موسیٰ علیہ السّلام کے والد کا بھی یہی نام تھا۔ بنی اسرائیل میں سے انتہائی عابد، زاہد اور متقی شخص تھے۔ یہ نام صرف ذاتی طور پر ہی نہیں، اولاد کے حوالے سے بھی ممتاز ہے۔ "آلِ عمران" یعنی عمران کی اولاد کو جو فضلیت عطا فرمائی گئی اس کا تذکرہ آلِ عمران سے معنون ایک سورۃ میں بھی موجود ہے۔

○ عمران نام قرآنِ حکیم میں تین (۳) بار آیا ہے۔

(۳) عُزَیر: یہود ان کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔ اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہود کے باطل اور شرکیہ گر عقیدہ کی تردید فرمائی ہے۔

○ سورہ توبہ میں یہ نام صرف ایک (۱) بار آیا ہے۔

○ عاصم اور کسائی نے عُزیر کو تنوین کے ساتھ پڑھا ہے اور اسے عربی کہا ہے۔

○ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ یہ نام عجمی ہے لہٰذا غیر منصرف ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۲)

(۴) طالوت: بنی اسرائیل نے اپنے لیے ایک ملک ''بادشاہ'' کا اصرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے طالوت کو ان کا بادشاہ بنایا۔ لَبَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ سے نوازا۔ جالوت جیسے جابر و قاہر بادشاہ کے کثیر لشکر کے مقابلے میں ان کے مختصر لشکر (۳۱۳) نے فتح حاصل کی۔ ان کے لشکر کی دعا تھی:

" رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ. "
(البقرہ : ۲۵)

اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں لڑائی میں ثابت قدم رکھ اور کفار پر فتحیاب کر۔

○ یہ نام قرآنِ پاک میں دو (۲) بار آیا ہے۔
○ بعض کی رائے میں یہ عبرانی ہے۔
○ علامہ محمود آلوسی کہتے ہیں، یہ نام اسمِ معرفہ ہے۔
○ بعض کہتے ہیں عبرانی تھا، لیکن عربی قواعد کے مطابق طول سے طالوت بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ رَحَبُوت ہے۔ اسی طرح طَوَلوت سے طالوت بنا۔ (الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۲)

(۵) ذوالقرنین: ایک نیک، رحمدل اور موحد بادشاہ کا لقب، جس کی سلطنت کی حدود مشرق و مغرب پر مشتمل تھیں۔ جس نے یاجوج اور ماجوج جیسی وحشی قوم کی غارت و فساد سے عوام کو بچانے کے لیے ایک فولادی دیوار کھڑی کر دی۔

○ یہ نام قرآنِ پاک میں تین (۳) بار آیا ہے۔

○ ذوالقرنین کا مطلب ہے "دو زلفوں والا___دو سینگوں والا___دو اطراف کا بادشاہ"۔ (لغات القرآن)

(۶) مریم: وہ واحد خاتون جس کا ذاتی نام قرآنِ پاک میں آیا ہے۔ عمران کی خوش بخت اور سعادت یاب بیٹی۔ عیسیٰ کلمۃ اللہ ان کے بیٹے ہیں، جو بن باپ_اللہ کے حکم سے ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ان کو صدیقہ کا لقب اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ انہیں ان کی پیدائش سے قبل ہی والدہ نے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ پیدائش کے بعد کفالت زکریا علیہ السلام کے حصے میں آئی۔ ان کی والدہ نے دعا مانگی تھی۔

" اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اُعِیْذُ هَا بِکَ وُ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. "

اور میں نے اس کا نام مریم رکھا، اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (آلِ عمران : ۲۶)

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور مریم اور اس کے بیٹے کو شیطان سے محفوظ فرما دیا۔

○ قرآنِ پاک میں یہ نام پینتیس (۳۵) بار آیا ہے۔

○ اس نام سے ایک سورۃ بھی معنون ہے۔

○ مریم سُریانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے، خدمت گزار۔ (تفسیر کشاف)

سچائی کی درخشندہ مثال، عفتِ نفس کا بہترین نمونہ، حیا و تقدس کا پیکر، ساجدہ و راکعہ خاتون جسے اللہ نے عالمین کی عورتوں پر فضیلت عطا کی۔

(۷) زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ: نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اُٹھائی گیروں سے ہوتے ہوئے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وساطت سے

پہنچے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف باپ کا پیار دیا بلکہ حسنِ تربیت سے بھی نوازا۔ زید ابنِ محمد ﷺ کا اعزاز بخشا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے کی اولاد کو اپنی اولاد بنانے سے منع کر کے تبنیت کے بت کو پاش پاش کر دیا، تو یہ دوبارہ اپنے والد کے نام کی نسبت سے زید بن حارثہ کہلانے لگے۔ ہاں حبِّ رسول اللہ ﷺ دن بدن بڑھتی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے شفقت کی ٹھنڈک میں کمی نہ آنے دی۔ یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں، جو اسلام کے اہم اسلامی قانون (حفاظتِ نسب و قطعِ تبنیت) کے نفاذ کا باعث بنے۔ یہ غزوۂ مُوتہ میں شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

○ زید کا مطلب ہے، "کثیر ـــ زیادہ"۔ (بحوالہ المنجد)

○ یہ نام قرآنِ پاک میں ایک (۱) بار آیا ہے۔

○ یہ نام رسول اللہ ﷺ کی یتیم پروری، بے نواؤں کی دستگیری، بچوں پر شفقت اور ان کے تربیتی ادوار کی نگہداشت و بہبود کا انمٹ نقش ہے۔

قرآنِ مجید میں مذکور ناموں کے انتخاب کی عملاً مثال بھی رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہے۔

○ ابو مریم الغسانی کہتے ہیں: میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آج رات بیٹی پیدا ہوئی ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اور مجھ پر آج رات سورۃ مریم نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا اپنی بیٹی کا نام مریم رکھو اور اپنی کنیت ابو مریم۔" (اسد الغابہ، جلد ۶)

پسندیدہ نام احادیث میں

کچھ ایسے قابلِ احترام نام! جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا ہے۔

○ سارہ: ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی زوجہ محترمہ، ابراہیم علیہ السلام کی دعوتِ توحید پر لبیک کہنے والی سب سے پہلی خاتون _ دنیا بھر میں راہِ حق کی پہلی مہاجرہ _ ام المسلمین _ والدۂ اسحاق علیہ السلام _ وہی جن کے جسمِ پاک پر ناپاک خواہش کے اسیر، مصر کے مَلکِ جبّار کے ہاتھ شل ہو گئے۔ اس نے نہ صرف توبہ کی بلکہ احترام کے ثبوت میں اپنی بیٹی بطورِ خادمہ پیش کر دی۔ سارہ __ وہی جن کو فرشتوں نے اهلبیت کے نام سے خطاب کر کے سلام کیا اور اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی۔

" رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ○ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ". (ھود ۷۳)

اے اہلِ بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، وہ تعریف کے لائق اور بزرگوار ہے۔

○ ہاجرہ: سارہ کی خدمتگار، مصر کے ملکِ جبّار کی صاحبزادی، اُمِ اسماعیل علیہ السلام، " وادیٔ ذِی ذَرْعٍ " کی خاتونِ اوّل۔ جس کے توکل علی اللہ کی شہادت ہر مسلمان سعیِ صفا و مَرْوہ _ کی صورت میں دیتا ہے۔ شوہر کی بے مثال اطاعت شعاری کا نمونہ، اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کا کوہِ استقامت، اللہ کی رضا پر بیٹا تک ذبح کر دینے والی محترم

خاتون۔

○ آسیہ: ایک صالح، مسلمہ، مومنہ خاتون، وقت کے سب سے بڑے کافر فرعون کی بیوی۔ لیکن بلاخوف اظہارِ ایمان کی زندہ مثال۔

○ خضر: اللہ تعالیٰ کے نیک اور باعلم بندے۔ جن کے پاس حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بغرضِ تحصیلِ علم بھیجا، لیکن وہ صبر نہ کر سکے۔ ان کی عظمت کے لیے یہ اعزاز ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو '' عبداً مِّن عِبَادنا " کے اسلوب سے یاد فرمایا ہے۔
(صحیح بخاری)

نام اور اندازِ محبت

قرآنِ حکیم اور حدیث میں آمدہ معزز ناموں سے اظہارِ محبت کا یہی انداز ہے کہ ہم ان کے نام کے ساتھ ساتھ ان کے اوصاف کو بھی جزوِ کردار بنائیں، رحمتِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ." (صحیح مسلم، کتاب البرّ والصلہ)

آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

یعنی یومِ قیامت اللہ تعالیٰ انسان کو اسی گروہ یا شخص کے ساتھ اٹھائے گا، جنہیں دنیا میں وہ اپنی محبت کا اہل سمجھتا رہا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں اور غیر متقی لوگوں کے ساتھ محبت ومودّت کا رشتہ استوار کرنے سے منع فرمایا۔

اسلام کے پاکیزہ ترین رشتہ کے حوالے سے اخوت کو لازمی قرار دیا۔ یوسف علیہ السلام کے حوالے سے قرآنِ پاک میں ایک دعا ہے:

" تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّ اَلْحِقْنِیْ بِا الصَّالِحِیْنَ. "(سورۃ یوسف : ۱۰۱)

" تو مجھے دنیا سے (اپنی اطاعت کی حالت میں اٹھائیو اور آخرت میں اپنے نیک بندوں میں شامل کیجیو۔ "

ممنوعہ نام

صاحبِ مکارمِ اخلاق، حاملِ اُمّ الکتاب، رسول اللہ ﷺ کی ہر بات حُسن وخیر کا تاج ہے۔ نور ورشد کا مینار ہے۔ اگر آپ ﷺ نے کسی بات، کام یا نام کو ناپسند فرمایا۔ تو انسانیت کی فلاح اور آدمیت کے حُسن کو زندگی بخشنے کے لیے، اگر ناپسندیدہ فرمایا۔ تو بھی یہی مقاصد پیشِ نگاہ ٹھہرے، تا کہ انسانی معاشرہ قباحت سے محفوظ رہے۔

اب ہم احادیث وسِیَر کے اوراقِ مجلّی سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ ھادیٔ اولادِ آدم علیہ السلام نے کون سے نام ناپسندیدہ فرمائے۔ ان کو ناپسند فرمانے میں آدمیت کو کن قباحتوں سے بچانا مقصود ہے۔

شرکیہ نام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ. "(آلِ عمران : ٢٦)

کہو! کہ اے اللہ بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" سب سے بُرا نام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک "مَا لِکُ الْاَ مْلَاک"

(یعنی شاہوں کا شاہ) ہے۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ غصہ دلانے والا اور خبیث آدمی وہ ہے جو ......

"مَا لِکُ الْاِ مْلَاک" نام رکھے۔ (صحیح مسلم)

" اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ شرک آمیز نام مالک الاملاک ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک نہیں۔ " (صحیح ترمذی)

گویا سب سے زیادہ برے ناموں میں وہ نام قرار پایا، جس میں اللہ جل شانہٗ کی صفاتِ اکبر و اعلیٰ میں شریک ہونے کا اظہار پایا جائے۔ اسی کا نام شرک ہے۔ مزید وضاحت کے لیے:

جو کام، نام یا صفات صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہو اس میں شرکت کا اظہار کم و بیش جیسا بھی ہو وہ شرک ہے۔

شرک لفظی ہو یا معنوی، خفی ہو یا جلی، ہر حال میں ظلمِ عظیم ہے۔ اسی کے خاتمے اور ابطال کے لیے انبیاء و رسل کی تشریف آوری ہوئی۔ شرک کے مقابلہ میں توحید ہی کی اشاعت انبیاء کا مقصدِ بعثت تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ. "

(النسا ۴۸)

" بے شک اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے، اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔ "

شرکیہ ناموں کو ہم دو خانوں میں بانٹ سکتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات سے اپنی عبدیت کو منسوب کرنے کی بجائے غیر اللہ سے منسوب کرنا۔

(۲) شرک کی پہلی قسم ایسی ہے، جسے اس زمین پر فرعون ونمرود نے اپنے لیے روا رکھا۔ فرعون نے " اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ ٥ " (میں تمہارا ربِ اعلیٰ ہوں) کہہ کہ اس کا مظاہرہ کیا تھا۔ جب کہ نمرود نے موت وحیات پر اپنا تصرف ظاہر کرنے کی بھونڈی کوشش کی تھی۔

صرف فرعون ونمرود ہی نہیں، بلکہ لاکھوں لوگوں نے اپنے اپنے انداز میں، اپنے اپنے حلقۂ حکومت میں اپنے آپ کو "مـالِکُ الْاِمْلَاک" (شاہوں کا شاہ) یا جبار و متکبر ثابت کرنے کے لیے عوام کو جبر کے شکنجے میں جکڑے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ایسے لوگوں کو کچھ مہلت ضرور دے رکھی ہے، لیکن یومِ آخر اس کی یہ صفت اپنی مکمل ہیبت و جلال کے ساتھ ظاہر ہوگی اور اعلان ہوگا۔

" لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوم ط لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار " (مومن : ۱۶)

آج کس کی بادشاہت ہے، اللہ کی جو اکیلا اور غالب ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں لے کر کہے گا۔

" ہم ہیں بادشاہ، کہاں ہیں دنیا میں تکبر کرنے والے۔

انسان کے اظہارِ عجز و انکساری کا تقاضا یہی ہے کہ نام میں بھی اپنی حیثیت کو مدنظر رکھے، اور اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص صفات کو اپنے نام میں سمونے کی جسارت نہ کرے۔

بخاری کی شرح فتح الباری میں امام ابنِ حجر مندرجہ ذیل ناموں کو مذکورہ حدیث کی روشنی میں شرک میں شامل قرار دیتے ہیں۔ سلطان السلاطین ___ امیر الامراء ___ رئیس الرؤسا ___ قاضی القضاۃ ___ حاکم الحکام ___ خالق الخلق۔

(بحوالہ تحفۃ الاسماء ص ۶۹ از غازی عزیر)

امام ابن قیم لکھتے ہیں۔ دیے گئے ناموں کا اطلاق کسی انسان پر کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مبغوض ہونے کی علامت ہے، کیونکہ فی الحقیقت قاضی القضاۃ اور حاکم الحکام اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ (زادالمعاد بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ٦٩)

چنانچہ ماوردی نے اپنے بادشاہِ وقت کو مالک الملوک لقب اختیار کرنے سے منع فرمایا تھا۔ (فتح الباری، بحوالہ الاسماء ٦٩)

غازی عزیز لکھتے ہیں اس روشنی میں سید الناس اور سید الکل کہنا بھی درست نہیں۔

(تحفۃ الاسماء، ص ٧٢)

رسول اللہ ﷺ نے شرک کے معصیانہ ارتکاب سے بچنے کے لیے اصطلاحاً، رسماً، عملاً ہر طریق سے محتاط رہنا سکھایا، یہاں تک کہ غلاموں کو اپنے مالکوں کے لیے ''رب'' کے خطاب سے بھی روک دیا اور شرک پر مبنی ناموں کو تبدیل فرما دیا تاکہ انسان میں عبدیتِ حقیقی سے آشنا مزاج کی نفسیات تربیت پائے۔ مثلاً

o **اکبر (سب سے بڑا)**: بشیر حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا! '' تمہارا نام کیا ہے؟ '' ____ میں نے عرض کیا۔ ''اکبر'' (سب سے بڑا)۔ فرمایا ____ '' نہیں ''، تم بشیر (خوشخبری دینے والا) ہو ____ (اسد الغابہ، جلد اوّل)

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَتَّخِذْہُ وَلَداً وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْہُ تَکْبِیْراً o ''(بنی اسرائیل : ١١١)

'' اور کہو سب تعریف اللہ ہی کی ہے، جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا نہ اس کی بادشاہت میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے، کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔ ''

یقیناً ہم ہر نماز اور اذان میں اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی بڑائی تسلیم کرتے ہیں ___ اس کے بعد کسی اور کو اکبر کہیں تو کیونکر؟

○ **عزیز (غالب):** ابو سبرہ یزید بن مالک بن عبد اللہ اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے بیٹوں کے نام دریافت فرمائے ___ عرض کیا! سبرہ اور عزیز ___ عزیز کو مخاطب کر کے رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا ___ نہیں! تم عبد الرحمٰن ہو ___ (طبقات ابنِ سعد، جلد ۳)

خیثمہ بن عبد الرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

اپنے باپ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں اس وقت بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا! "تمہارے اس بیٹے کا کیا نام ہے؟" عرض کیا "عزیز"۔ فرمایا "اس کا نام عزیز نہ رکھو، کیونکہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہے۔" (مستدرک حاکم ___ امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا اور تلخیص مستدرک میں امام ذہبی نے اتفاق کیا)

○ ایک اور عزیز نامی آدمی کو آپ ﷺ نے عَبْدُ العزیز نام سے نوازا ___ عزیز کا مطلب ناقابلِ تسخیر قوت ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے یہ نام کئی جگہ پر بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا انسان کا اس سے اجتناب کرنا ہی اس کے لیے بہتر ہے ___ انسان عبد العزیز ہے، عزیز نہیں۔

○ **حَکَم (فیصلہ کرنے والا):** نام کو عبد اللہ نام سے نوازا۔ حکم بن سعید بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا! تمہارا نام؟ عرض کیا 'حکم'۔ فرمایا! نہیں عبد اللہ ___ میں نے عرض کیا جی ہاں میں عبد اللہ ہوں۔

(رواہ الطبرانی ___ ھیثمی کے مطابق اس کے رجال ثقہ ہیں۔ مجمع الزوائد بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۹۸)

ارشادِ ربانی ہے:

" اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَ الْاَمْرُ. " 'حکم' اور 'امر' اسی کے لیے ہے۔

فیصلے کا اختیار صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہے۔ حِکَم اسی لیے تو اسمائے حُسنیٰ میں شامل ہے۔

○ قیّوم (قائم رہنے والا): ایک صحابی حاضر ہوئے۔ ان کا غلام بھی ہمراہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے غلام کا نام دریافت فرمایا۔ معلوم ہوا ___ قیّوم ہے فرمایا ___ نہیں تم عبدالقیوم (قیوم کے بندے) ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ. "

اللہ تعالیٰ ہی حیّ وقیوم ، اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے لیے قائم ودائم زندگی کا دعویٰ کرے۔

○ جبّار (تسلّط رکھنے والا): ایک آدمی کا نام جبّار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے 'عَبْدُ الرَّحْمٰن' سے تبدیل فرما دیا۔ تسلط رکھنے والا بھی سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں، اسی لیے تو یہ اسمائے حُسنیٰ میں شامل ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی ان تعلیمات کی روشنی میں:

○ رحمان: اللہ تعالیٰ کا اسمِ علم ہے۔ کسی انسان کے لیے یہ نام رکھنا، لکھنا یا بولنا جائز نہیں۔ البتہ عبدالرحمٰن ___ امۃ الرحمٰن یا عطاء الرحمٰن وغیرہ نام جائز ہیں۔ البانی

کہتے ہیں، مُحیُ الدِّین، عزّ الدین، نَاصِرُ الدّین جیسے نام رکھنا بھی درست نہیں۔
(بحوالہ تحفۃ الاسماء)

o بدیع الزّماں (زمانے کو پیدا کرنے والا): صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ بدیع اسی کی ذات کریم ہے۔ لہٰذا اس نام سے بھی گریز کرنا چاہیے۔

o مُحی الدِّین (دین کو زندہ کرنے والا): یہ صفت بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے۔ انسان کے بس کا نہ یہ کام ہے نہ نام۔

o امر (غیر فانی) ہندی لفظ ہے۔ ہم مسلمانوں میں بعض روشن خیال اس نام کو بھی اپناتے ہیں لیکن۔

" كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَّ يَبْقىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَام. "
(الرحمان : ۲۶_۲۷)

جو مخلوق زمین پر ہے، سب کو فنا ہونا ہے، اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات جو صاحبِ جلال وعظمت ہے، باقی رہے گی، کی روشنی میں یہ نام اِنسانی صفات کے منافی اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مترادف ہے۔

o ظلِّ سبحان (پاک اللہ کا سایہ) ظلِّ الٰہی (اللہ کا سایہ): یہ دونوں نام بھی شرکیہ عقیدے کے مظہر ہیں۔ ہندو اور یونانیوں کے عقیدے کے مطابق خدا کسی شخص کو اپنی ذلت کا مظہر قرار دے کر اس کی صورت میں زمین پر اترتا ہے۔ اس کا نام ' ظِلّ ' ہے۔ بہرحال ایسے الفاظ واسماء سے اجتناب ہمارے اپنے ہی حق میں مفید ہے۔

o وقار بن الٰہی (الٰہی کا بیٹا وقار): یہ نام اردو کی ساتویں کتاب کے مصنفین میں شامل ہے۔ یہ اتنا مشرکانہ اور گستاخانہ نام ہے، جس کا شاید ہی کوئی جانتے بوجھتے ارتکاب

کرتا ہو۔ لیکن یہ صاحب نہ صرف تعلیمی قومی ریویو کمیٹی کے ممبر ہیں، بلکہ دانش ور بھی ہیں؛ اور مسلمان بھی کہلاتے ہیں۔

ایسے ناموں سے گریز ہمارے عقیدۂ توحید کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ توحید پر ایمان کے بغیر نہ ایمان بالرسالت کام آسکتا ہے نہ ہی عملِ صالح اور عبادات۔

0 الٰہی اینڈ سنز...... ایک ادارے کا نام سننے اور پڑھنے میں اکثر رہتا ہے ___ نعوذ باللہ!

نوٹ:۔ ۱۹۹۱ء میں یہ کتاب ترتیب دی گئی۔ آخری دونوں حوالوں کا تعلق اسی سن سے ہے۔

شرکیہ ناموں کی دوسری قسم

عَبْدِیت کی نسبت غیر اللہ سے

شرکیہ ناموں کی دوسری قسم وہ ہے، جس میں انسان اپنے آپ کو اللہ جل شانہٗ کی صفات یا نام میں تو شامل نہیں کرتا، لیکن کسی اور چیز کو اپنی عَبْدِیت کے انتساب کے طور پر چُنتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے شرک باللہ کی اس قسم سے بھی سختی سے منع فرمایا۔ جس کا ابتدائی اشارہ مندرجہ ذیل حصہِ حدیث میں ملتا ہے۔

"کوئی اپنے خادم کو 'عَبْدِی' (میرا عبد) نہ کہے، نہ کوئی اپنی خادمہ کو 'اَمَتِی' (میری بندی) کہے، بلکہ کہے میرا خادم یا میری خادمہ۔" (صحیح مسلم)

انسان کے تعلقِ عبدیت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستحکم کرنے کے لیے یہ اقدام انتہائی ضروری ہے۔ ہمیں ہر وقت چوکنا رہنا چاہیے، ورنہ شیطان انسان کی جدت باز طبیعت کو ورغلانے میں انتہائی مہارت رکھتا ہے۔ مثلاً 'عبدالمصطفیٰ' یا 'عبدالرسول' قسم کے نام رکھنے والے لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ، اس سے مقصود نبی اکرم ﷺ کو اِلٰہ بنانا نہیں، صرف غلامیٔ رسول اللہ ﷺ کا اظہار مراد ہے۔ لیکنِ جن کی غلامی میں خود کو دیا جا رہا ہے، ان کا واضح حکم "انسان عبد صرف اللہ عزّ وجلّ ہی کا ہو سکتا ہے"......کو ترک کر کے آپ ﷺ کا ناپسندیدہ نام اختیار کرنا بارگاہِ نبوت میں گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔

فرمانِ رب تعالیٰ ہے: " جب وہ ان کو صحیح وسالم بچہ دیتا ہے تو وہ بچے میں جو وہ ان کو دیتا ہے، اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ جو وہ شرک کرتے ہیں، اللہ کا رتبہ اس سے بلند ہے۔ " (اعراف ۱۹۰)

اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین متفق ہیں کہ اولاد عطا کرنے پر قادر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن انسان نام اختیار کرتے وقت اپنی عبدیت کو کسی اور کے حوالے کر کے شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ چنانچہ ایسے تمام نام جو غیر اللہ سے منسوب تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کو منسوخ کر دیا اور انہیں موحدانہ نام عطا فرمائے۔ مثلاً

۱۔ عبدالکعبہ (کعبہ کا بندہ) ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام تھا۔ نبی رحمت ﷺ نے ان کو عَبْدُ اللہ (اللہ کا بندہ) نام عطا فرمایا۔

۲۔ عَبْدُ العزیٰ (عزیٰ بت کا بندہ) عبداللہ ذوالبجادین سہم المزنی رضی اللہ عنہ کا نام تھا۔ انہیں بھی عبداللہ نام عطا ہوا۔

۳۔ ایک اور عبدالعزیٰ کو بھی عبداللہ سے تبدیل کیا گیا۔

۴۔ عبداللات (لات بت کا بندہ) ۵۔ عبدالحارث (حارث کا بندہ)

۶۔ عبدالحجر (پتھر کا بندہ) ۷۔ عبدالجان (جن کا بندہ)

ان سب کو منسوخ کر کے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ نام سے نوازا۔

۸۔ عبدالعزیٰ (عزیٰ بت کا بندہ) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تھا۔ ایمان لانے کے بعد عبدالرحمٰن نام پایا۔

۹۔ عَبْدُ الْکَعْبہ (کعبہ کا بندہ) اس نام کو عثم سے تبدیل کیا گیا۔ (اسد الغابہ)

ابو شریح ہانی بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی کو ' عبدالحجر ' کہتے ہیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا ' عبدالحجر '۔ فرمایا! نہیں تم عبداللہ ہو۔ (باب کنیۃ ابوالحکم حدیث نمبر ۸۱۱__الادب المفرد) البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

غور فرمایئے! ہمارے ہاں ' عبدالنبی '__' عبدالرسول '__' عبدالعلی ' اور 'عبدالمصطفیٰ ' نام رکھے جاتے ہیں، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات نے دوسروں کا عبد کہلانے سے منع فرمادیا ہے۔

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی جن صفات کا اظہار اپنی مخلوقات کے لیے ہمہ وقت فرمارہا ہے۔ ان کو بھی کسی اور کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے۔

غازی عزیر لکھتے ہیں، رسول بخش، عطارسول، غوث بخش، پیر بخش (پیر کا بخشا ہوا)، نبی بخش، امام بخش، حسین بخش____نام درست نہیں۔ (از تحفۃ الاسماء)۔ کیونکہ بخشش وعطا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

گویا اللہ بخش، الٰہ بخش، رحیم بخش اور قیوم بخش اس کا صحیح متبادل ہے۔

اسی طرح فیض الحسن (حسن کا فیض)، امداد علی (علی کی امداد)، کرم علی (علی کا کرم)، نوازش علی (علی کی مہربانی)، پیراں دِتا (پیر کا دیا ہوا)، فضل حسین (حسین کا فضل، شریعت اللہ (اللہ کا قانون) اور ایسے کتنے ہی غیر اللہ کی استعانت، عبادت یا صفتِ عطا کے اظہار پر مبنی نام ہمارے اردگرد بکھرے ہوئے ہیں، اور ہمارے ھادی و راہنما ﷺ کا فرمان ہمیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

ان شرک آمیز ناموں کو حق شناسا ناموں میں تبدیل کردو............

برے مفہوم کے حامل نام

(۱) نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

" اللہ کے نزدیک بہت برے نام ' حرب ' (جنگ) اور ' مرّہ ' (تلخ) ہیں۔ " (مسند ابی داؤد)

اس فرمانِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی ہمیں آپ ﷺ کے عمل سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ چنانچہ:

○ حرب (جنگ) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسن اور حُسین کا نام حرب رکھنا چاہا، آپ ﷺ نے نا پسند فرمایا اور حسن اور حُسین نام رکھے۔ (رواہ البزار و الطبرانی ___ ھیثمی فرماتے ہیں، اس کی سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ یہ کئی طرق سے مروی ہے۔ مجمع الزوائد للھیثمی ___ بحوالہ تحفۃ الاسماء ۹۵)

○ ایک اور حرب نامی آدمی کو سِلم (صلح) کا نام عطا فرمایا۔

اس روشنی میں جنگ، وحشت، شورش، خنجر، نشتر، مجروح، شور یا اسی قبیل کے دوسرے ناموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲) شیطان ___ (سرکش و نافرمان): مسلم بن عبداللہ قرۃ الازدی سے روایت ہے کہ عبداللہ بن قرۃ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دریافت فرمایا ___ تمہارا

نام کیا ہے ــــ عرض کیا ــــ شیطان ــــ فرمایا! نہیں تو عبداللہ ہے ــــ علامہ ھیثمی کہتے ہیں اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں مجمع الزوائد ھیثمی ــــ بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۹۰)

مشہور صحابی ہیں ارضِ روم میں وفات پائی۔

○ حباب ــــ (شیطان کا نام): عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے بیٹے کا نام تھا، یہ بہت بڑے صحابی تھے۔ اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ انہیں رحمتِ عالم ﷺ نے حباب کے بدلے عبداللہ نام سے نوازا۔

○ شہاب ــــ (شیطان پر مارے جانے والے شعلے کا نام): آپ ﷺ نے سنا ایک شخص دوسرے کو کہہ رہا تھا، تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا ــــ شہاب ــــ آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں ہشام ہے ــــ (تمام رجال ثقات ہیں سوائے عمران القطان کے ــــ مسند احمد ــــ طبرانی ــــ البانی نے تخریج کی، تحفۃ الاسماء، ص ۹۰)

○ ایک اور شہاب نامی آدمی کو سِلْم (صلح) نام سے نوازا۔

شیطان جس کے دم سے تمام برائیوں کی آکاس بیل اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والے الفاظ کو بطور نام استعمال کرنا شیطان سے اعلانِ دوستی کے مترادف ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

" مَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا. " (النساء، ۳۸)

" اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو کچھ شک نہیں کہ وہ برا ساتھی ہے۔ "

اس روشنی میں اِرَم (شداد کی ساختہ جنت)، صنم (بت)، مینا، جام، ساغر (شراب کے برتنوں کے نام)، ساحرہ (جادوگرنی)، ساحر (جادوگر)، وینا (ساز کا نام)، سنگیتا، سازینہ وغیرہ ناموں کو اپنی شخصیت کا مظہر نہیں بنانا چاہیے۔

(۳) غاوی (گمراہ): یہ بنو سُلَیم کے بتوں کے مجاور کا نام تھا۔ ایک دن دو لومڑیوں کو بتوں پر پیشاب کرتے دیکھا، فوراً بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ پھر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نام دریافت فرمایا ــــ عرض کیا، غاوی بن عبدالعزیٰ (گمراہ عزیٰ بت کے بندے کا بیٹا) ــــ فرمایا ــــ نہیں تم راشد (رشد والے) بن عبدِ ربہ (اپنے رب کے بندے) کے بیٹے ہو۔ (طبقات ابن سعد)

o ایک ضعیف عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی، آپ ﷺ نے نام دریافت فرمایا ــــ اس نے بتایا "جثامہ المزنیہ" آپ نے فرمایا نہیں تو حسانۃ المزینہ ہے۔ (یہ روایت شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ تلخیص مستدرک الذہبی \ علامہ البانی کی تحقیق کے مطابق بھی صحیح ہے۔) (بحوالہ تحفۃ الاسماء)

o عاصیہ ــــ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کا نام تھا، رسول اللہ ﷺ نے جمیلہ (خوبصورت) ــــ نام سے تبدیل فرمایا۔ (مسند ابی داؤد)

o عاصی (کسی کی نہ ماننے والا) ــــ کو مُسلِم (فرماں بردار) کا نام ملا۔

o عاصی (سرکش) ــــ نام کے ایک شخص کو مطیع (اطاعت گزار) کے نام سے نوازا گیا۔

o عبدُ شر (برا بندہ) ــــ اس نام کو رسول ﷺ نے عبدُ خیر (اچھا بندہ) سے تبدیل فرمادیا۔

" آپ ﷺ نے ایک شخص کو یا حرام کہتے ہوئے سنا ــــ آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں یا حلال "مجمع الزوائد ھیثمی کے مطابق تمام رجال صحیح کے ہیں، تحفۃ الاسماء ۹۰)

انسان سے گناہ کا سرزد ہونا اس کی طبعی ساخت کہ بنا پر چنداں بعید نہیں۔ مگر اپنے نام

کو گناہ یا اس کے تصوارت سے وابستہ کرنا بہت بڑی نادانی ہے۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے:

" مت کہو میرا نفس خبیث ہو گیا۔ " صحیح مسلم

اس سے استنباط کرتے ہوئے آثم (گنہگار)، اثیم (گنہگار)، خاطی (خطاکار)، رُسوا (بدنام)__ جیسے نام ترک کر دینے چاہییں، ان ناموں کے اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنے گنہگار ہونے کی رسید خود لکھ دی۔

o حزن (سخت زمین)__ کو نبی اکرم ﷺ نے__ سہل (نرم زمین) سے تبدیل فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

o عتلہ (بدخلق_موذی)__ جیسے ایذا رسانی کے مظہر نام کو__ عبدالرحمٰن نام عطا کیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

o ظالم (ظلم کرنے والا)__ کو نبی اکرم ﷺ نے منسوخ کر کے__ راشد (ہدایت والا) نام بخشا۔

o زَحماء (تنگی کرنے والا_ آپس میں دبانے والا)__ بارگاہِ رسالت سے بشر (کشادہ پیشانی) نام سے فیضیاب ہوا۔

اسلام انسان کے کردار میں اخلاقِ فاضلہ کو غالب دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دین ہمیں **اَمر بالمعروف ونھی عن المنکر** کی تلقین کرتا ہے۔ ایسے الفاظ جو انسانی مزاج کی ایذا پسندی کا پتہ دیتے ہوں، انہیں اپنے نام کا حصہ نہیں بنانا چاہیے۔ اوپر دیے گئے تبدیل یافتہ نام اس بات کی علامت ہیں کہ تشنہ، سنگدل، پتھر، حجر، حزین، بسمل، دکھی، درد، حسرت، یا اس قسم کے نام اچھے نہیں۔

○ بغیض (ناپسندیدہ)__ کو آپ ﷺ نے حبیب (پیارا) نام بخشا۔

○ بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخذری سے روایت کرتے ہیں۔ ایک شخص لوگوں کے ہمراہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے نام پوچھا۔ اس نے کہا اصرم (کٹا ہوا)۔ فرمایا! نہیں تو زرعہ ہے (گڑا ہوا)۔ (امام نووی اسے صحیح الاسناد کہتے ہیں۔ از اذکار للنووی__ بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۸۸)

○ اَسْوَد (کالا)__ کو اَبْیَض (سفید) سے تبدیل فرمایا۔ (طبرانی فی الاوسط__ ھیثمی کے مطابق صحیح الاسناد حدیث ہے۔ مجمع الزوائد__ تحفۃ الاسماء، ص ۹۳)

○ مہان (مسکین)__ کو مکرم (باعزت) نام عطا کیا۔

○ صرم (چھڑا بیچنے والا)__ عبدالرحمٰن نام لے کر بارگاہِ رسالت سے لوٹا۔

○ خالی (محروم__ کنوارا)__ کو کثیر (زیادہ) کا نام ملا۔

○ قلیل (تھوڑا)__ بارگاہِ نبوت سے کثیر (زیادہ) کی نعمت سے فیضیاب ہوا۔

○ اَسْوَد (کالا)__ کو رسول اللہ ﷺ نے مُقترب (قریب آنے والا) کا اعزاز ملا۔

○ خنیس__ نام کے ایک آدمی کو نبی اکرم ﷺ نے__ اخنس (شیر، سرے سے اٹھی ہوئی ناک) نام عطا کیا۔

عتبہ بن عبد سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے نام پوچھا عرض کیا__ شیبہ۔ فرمایا تو عتبہ بن عبد ہے۔ (رواہ الطبرانی۔ ھیثمی کے مطابق رجال ثقات ہیں، مجمع الزوائد۔ بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۹۷)

○ غافل (بے خبر) ایک مشہور صحابی تھے، جن کو__ عاقل (عقل مند) کا نام

بارگاہِ نبوی ﷺ سے ملا۔ یہ مشہور بدری صحابی عاقل بن بکیر ہیں۔

○ مُضطجع (سونے والا)__نام کے ایک آدمی کو رسول ﷺ نے__منبعث (جاگنے والا) نام عطا فرمایا۔

○ بحیرا(بے وقوف_حیران_مبہوت) نے نبی اکرم ﷺ سے عبداللہ نام پایا۔

یہ وہ نام ہیں جو انسانی مزاج کی کسی خامی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس لیے ممنوع قرار پائے خود ہمارے رسول ﷺ نے کسل، سستی اور بخل سے اللہ کی پناہ مانگی ہے لہٰذا اس روشنی میں کاہل، سودا، مجنوں، دیوانہ، بےخود، مست، بدھو، بےدم، مجذوب، مستانہ، زخرف، تصور، گمان وغیرہ نام نہ رکھیں تو بہتر ہے۔

○ غراب (کوا_کالا سیاہ_دوری) کو مسلم (فرماں بردار) کا نام عطا کیا گیا۔
(مشکوۃ المصابیح)

رائطہ بن مسلم اپنے والد سے روایت کرتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں غزوۂ حنین شامل تھا۔ آپ ﷺ نے میرا نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا غراب__فرمایا تو مسلم ہے۔ (طبرانی_ابو یعلیٰ_تاریخ الکبیر بخاری_ھیثمی کے مطابق نہ کسی نے تصنیف کی ہے نہ توثیق__تحفۃ الاسماء، ص ۹۶)

○ عقربہ(مادہ بچھو) کو بشر (خندہ روئی) نام کا اعزاز ملا۔

○ ذویب(بھیڑیا) نامی آدمی عبداللہ نام کا مستحق ٹھہرا۔

○ زید الخیل (گھوڑوں کا گروہ) ایک مشہور صحابی کا نام جو نعمتِ اسلام پانے کے بعد نبی اکرم ﷺ سے زید الخیر (بھلائی کی کثرت) کا نام پانے کے شرف سے ہمکنار ہوئے۔ (بحوالہ حیاتِ صحابہ کے درخشاں پہلو)

ایسے جانور جو اچھی صفات کی علامت کے طور پر تسلیم نہیں کیے گئے، ان کے نام بھی نہیں رکھنے چاہییں مثلاً چوہا، کتا، بلی، سور، بھیڑیا وغیرہ ___ البتہ شیر، طوطا، مینا جیسے نام انتخاب کیے جا سکتے ہیں۔

- عروہ (چھاگل اور لوٹے کا دستہ) یہ نام عبدالرحمٰن سے تبدیل کیا گیا۔
- اَغرَس (دلہن لانا ___ چکی کے ایک پاٹ کو دوسرے پاٹ پر پیسنے کے لیے رکھنا) نبی اکرم ﷺ نے اس نام کو عبداللہ سے تبدیل فرمایا۔
- یغودان کو محمد سے تبدیل فرمایا۔
- عبدعوف (حال، حصہ، مہمان، مرغ، شیر، بھیڑیا) رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن نام عطا فرمایا۔

قرآنِ پاک میں مذکور شقی نام

قرآنِ پاک میں کچھ ایسے لوگوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی سرکشی میں انتہائی قدم اٹھایا۔ اور اللہ کے عذاب کو دعوت دی۔ یہ نام شقاوت وعصیان کا منہ بولتا اشتہار ہیں۔ ان ناموں کو اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے کسی صورت اپنے نام کا حصہ نہیں بنا سکتے۔ ان فتنہ پرور لوگوں کے نام یہ ہیں۔

○ اِبْلیس (ہر بہتری سے مایوس)__ جنات کا جدِ اعلیٰ ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ اس کا نام عزازیل تھا۔ اس نے اللہ کے حکم (آدم علیہ السلام کو سجدہ) سے انکار کیا۔ تکبر اس کی رگ رگ میں سما گیا۔ بارگاہِ حق سے رجیم (مردود) کا نام ملا۔ اللہ نے اسے ہر بہتری سے مُبلِس یعنی مایوس کر دیا اس لیے "ابلیس" کہلایا۔ اس مردود کا یہ نام قرآنِ پاک میں گیارہ (۱۱) مرتبہ آیا ہے__ اس کا دوسرا نام:

○ شیطان (سرکش_نافرمان)__ اس کا مقصد اولادِ آدم کو راہِ حق سے بھٹکانا ہے۔ ہر وقت اسی کام میں مصروف رہتا ہے۔ اس کا شیطان نام قرآنِ پاک میں ستّر (۷۰) بار آیا ہے۔ شیطان اور اس کے چیلوں کی شر انگیزیوں سے بچاؤ کے تمام علاج اللہ تعالیٰ نے بتا دیے ہیں۔ ساتھ ہی اس کے خفیہ اور علانیہ طریقۂ واردات بھی کھول کھول کو بیان کر دیے ہیں۔ ارشاد ہے:

" پھر ان کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف

سے) آؤں گا۔ (اوران کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔
"(الاعراف ۱۷)

○ آزر (ابراہیم علیہ السلام کا باپ)...... بت گر، بت فروش اور بت پرست۔ یہ نام ایک جگہ قرآنِ پاک میں آیا ہے۔

○ فرعون ___ مصر کا جابر و قاہر، مطلق العنان بادشاہ۔ اس کا دعویٰ تھا:
" اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔" بنی اسرائیل پر انتہائی ظلم و ستم کرنے والا ___ قرآنِ پاک میں معرکہ حق و باطل کا سب سے طویل، واضح اور کثرت سے تذکرہ ___ فرعون ہی کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید پر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو ۱۴۹۱ قبل مسیح غرقاب کیا اور اپنے کلام میں فرمایا:

" آج ہم تیرے بدن کو دریا سے نکال لیں گے۔ تاکہ تم پچھلوں کے لیے عبرت ہو اور بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔" (یونس ۹۲)

اس کی لاش آج بھی لندن کے عجائب گھر میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی صداقتوں کو دہرا رہی ہے۔ اس کا عصیان انگیز نام چالیس (۴۰) جگہ قرآنِ پاک میں آیا ہے۔

○ ہامان ___ یہ فرعون کا مشیر تھا۔ فرعون کی ہر شر انگیز و متکبرانہ روش میں اس کی تدبیر کار فرما تھی۔ بہت بری ذہنیت، برے کردار کا مالک تھا۔ اس کا گناہ آلود نام پانچ (۵) بار قرآنِ پاک میں آیا ہے۔

○ سامری ___ ایک ایسا شخص جس نے سونے کی دھات سے بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل سے کہا " یہ تمہارا اِلٰہ ہے "۔ بنی اسرائیل اس کی شیطانی چال میں آ گئے اور گمراہ ہو گئے۔ سمیری قوم سے تھا اس لیے سامری کہلاتا تھا۔ قرآنِ پاک میں اس شیطانی کارندے کا نام دو (۲) جگہ پر آیا ہے۔

○ قارون ــــ بے پناہ دولت کا مالک، بخیل، ہوسِ زر کے خبط میں مبتلا، اپنی دولت پر اترانے والا، اپنے مال سے محروموں کا حق بھول جانے والا، اپنے علم و ہنر پر اکڑنے والا ــــ موسیٰ علیہ السلام نے اسے اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اطاعت یاد دلائی، لیکن نہ مانا۔ آخر معہ مال زمین میں دھنس گیا۔ اس زر پرست کا نام قرآنِ پاک میں تین (۳) بار آیا ہے۔

○ جالوت ــــ ایک کافر بادشاہ کا نام، مصر و فلسطین کے درمیان رہنے والی عمالقہ قوم میں سے تھا۔ جب بنی اسرائیل نے دین میں بگاڑ پیدا کیا، یہ ان پر عذابِ الٰہی بن کر چڑھ دوڑا اور سخت لوٹ مچائی۔ طالوت نے بحکمِ الٰہی اس سے جہاد کیا جس میں جالوت کو داؤد علیہ السلام نے قتل کر دیا۔

○ ابولہب (شعلے کا باپ) ــــ یہ کنیت ہے۔ اصل نام "عبدالعزیٰ" تھا۔ سرخ و سفید تھا، اس لیے ابولہب کہلایا ــــ نبی اکرم ﷺ کا حقیقی چچا اور دینِ اسلام کا حقیقی دشمن ــــ ابولہب اور اس کی بیوی نے نبی اکرم ﷺ کو جسمانی و ذہنی اذیتیں دینے میں انتہا کر دی۔ نتیجۃً زہریلی قسم کے ایک پھوڑے سے مرا۔ لاش گل سڑ گئی۔ آخر حبشی غلاموں سے اُجرت دے کر پھینکوائی گئی۔ قرآنِ پاک میں اس کے نام پر ایک سورۃ بھی موجود ہے۔ جس میں صرف اسی کا اور اس کی بیوی کا تذکرہ ہے۔

مذکورہ ناموں کے علاوہ تمام نام جو غیر اسلامی اقوام میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں اور اپنی قوم میں ہیرو شمار کیے جاتے ہیں، ان ناموں میں ہمارے لیے کوئی کشش نہیں ہونی چاہیے۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے:

"جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ اسی میں شمار ہوگا۔" (سنن ابی داؤد)

صرف نام ہی کی بات کیا، آپ ﷺ نے تو غیر مسلموں کے رہن سہن، وضع قطع

اور لباس و رہائش کی مماثلت سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ''اسلامی اور غیر اسلامی تہذیب'' (از امام ابن تیمیہ ___ ترجمہ مولانا شمس تبریز)

ابن قیم لکھتے ہیں۔ فراعنہ اور جابر حکمرانوں کے نام نہیں رکھنے چاہییں مثلاً:

قارون ... فرعون ہامان سکندر...... قیصر...... چنگیز ... ہلاکو حجاج جمشید ... نوشیرواں...... خسرو...... کیقباد (از تحفۃ المودود بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۸۱)

ہمارے ہاں آج کل اکثر ایسے نام سننے میں آتے رہتے ہیں جو نہ صرف غیر مسلموں سے مشابہ ہیں بلکہ بعض تو ہمارے دینِ اسلام کے بدترین دشمن بھی تھے۔ مثلاً:

پرویز: ایران کا وہ بادشاہ جس نے نبی اکرم ﷺ کے نامہ مبارک کو انتہائی گستاخی سے چاک کر دیا، اور نامہ بروں کو قتل کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا، وہ سلامت واپس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور آ کر روداد سنائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! جس طرح اس نے میرے دعوتی خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اللہ اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اور پھر مخبرِ صادق ﷺ کا فرمایا سچ ثابت ہوا۔ اسے اس کے بیٹے نے قتل کر دیا۔ بیٹے کو اس کی بہن قتل کر کے خود تخت پر قابض ہو گئی۔ لیکن وہ بھی قتل کر دی گئی اور اس کے بعد کبھی یہ سلطنت دوبارہ اپنے عروج پر نہ آ سکی۔

افسوس نبی اکرم ﷺ کے اُمتی، فداکار، غلام اور اپنے آپ کو عاشق رسول کہنے والے یہ نام اکثر رکھتے ہیں۔ اسفندیار...... سکندر...... دارا...... رستم ... سہراب کیکاؤس ...... نوشیرواں...... شیریں...... فرہاد...... کیقباد کیخسرو بہزاد ... جمشید تمام پارسی مذہب یعنی آتش پرستوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

○ قیصر ___ ہرقل ___ ارسطو ___ بقراط ___ سقراط ___ یونانی تہذیب کے نمائندے ہیں۔ جو یا تو ستارہ پرست تھے یا سرے سے ہی منکر اللہ۔

- تان سین __ مانی __ لکشمی __ رام __ وغیرہ کا تعلق ہندوؤں کی بت پرستانہ تہذیب سے ہے۔
- ہلاکو اور چنگیز __ دو ایسے نام ہیں جو کافر و مشرک بھی تھے اور مسلمانوں کی حکومت و تہذیب کے قاتل بھی۔
- زلیخا __ ایک ایسی عورت کا نام، جس نے اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کو برائی پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور ناکام ہونے کے بعد انہی کو برائی کا الزام دے دیا۔

ہمارے علاقہ میں __ رانجھا __ ہیر __ سسّی __ پنوں __ مرزا __ صاحبہ __ وغیرہ بدنامِ زمانہ نام ہیں۔ جنہوں نے عفت و حیا کا پردہ چاک کیا۔

الحاصل غیر مسلم یا غیر اخلاقی عادات کے مظہر ناموں سے گریز کرنا چاہیے۔

عنایاتِ الٰہی پر مشتمل الفاظ بطورِ نام

○ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ کا نام بَرّہ __ (نیکی_ صالح) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تبدیل فرما کر جویریہ (لونڈی) رکھا اور فرمایا_ مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ کوئی پوچھے برہ (نیکی) یہاں ہے اور میں کہوں، نہیں __

○ سَمُرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے غلاموں کے نام " یسار " (آسانی_ تونگری)، رباح (نفع_ فائدہ)، نجیح (صائب الرائے_ کامیاب) اور افلح (کامیاب) نہ رکھو۔ اس لیے کہ اگر تم کسی سے پوچھو "وہ اس جگہ ہے"۔ وہ نہ ہو تو تم کہو گے "نہیں"۔ (رواہ مسلم)

○ صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں نافع (نفع دینے والا) نام کا تذکرہ بھی آیا ہے۔

ابن ماجہ میں روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" میں اپنی امت کو ان شاء اللہ رباح، نجیح، افلح اور یسار نام رکھنے سے منع کر دوں گا۔"

(البانی کی رائے کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے_ تحفۃ الاسماء، ص ۷۴۔ یہ روایت حاکم اور طحاوی نے بھی نقل کی ہے۔)

○ صحیح مسلم ہی کی ایک روایت ہمیں بتاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ یَعْلیٰ (بلند ہونا)، بَرَکہ (بڑھوتری)، اَفلح (کامیاب)، یَسار (آسانی_ تونگری) اور

نافع (نفع دینے والا) یا اس قسم کے دوسرے ناموں سے منع فرما دیں، لیکن آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ ہمیں تابعین اور بعد کے مسلمانوں میں ایسے نام نظر آتے ہیں، کیونکہ یہ نام شرک بہرحال نہیں، لیکن نبی اکرم ﷺ کے ارادے کو عملی جامہ پہنا دیا جائے تو یہ بہتر ہے کیونکہ:

o سلمان بن صرد کا نام یسار (آسانی ـ تونگری) تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے تبدیل فرما کر سلمان رکھا۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۷)

o ایک شخص کا نام نُعیم تھا، اسے صالح (نیکوکار) نام سے نوازا (اسد الغابہ)

o براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا نام پوچھا اس نے کہا "نُعم" (خوشحالی)__ فرمایا تو عبداللہ ہے۔ رواہ الطبرانی__ ھیثمی کے مطابق اس کے رجال صحیح ہیں۔ بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۹۸)

غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ حق شکر ادا کرنے والے انسان رسولِ رحمت ﷺ کو ان ناموں کے انتخاب اس لیے گراں گزرے کہ ان ناموں میں اللہ کی نعمتوں کے مفہوم شامل تھے۔

ابنِ قیم تحفۃ المودود میں لکھتے ہیں کہ مفلح، خیر، سرور، نعمت بھی کراہت میں شامل ہیں__ (بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۷۵)

اگر ہم ایسے نام والی شخصیت کے بارے کہیں وہ یہاں نہیں تو اس کا یہ مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے کہ "اللہ کی یہ نعمت" یہاں نہیں ہے۔ جو اچھا کلمہ نہیں۔ گو رسول اللہ ﷺ نے کھلے لفظوں سے ایسے ناموں کی ممانعت نہیں کی لیکن یہ نام نہ ہی رکھیں تو بہتر ہے۔

o زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام برّہ (پاکباز) تھا۔ رسول اکرم

ﷺ نے تبدیل فرما کر زینب نام سے نوازا اور فرمایا! تم اپنی پاکبازی کا خود ہی دعویٰ کرتی پھرتی ہو۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا:

" لَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ اَهْلَ الْبِرِّ مِنْكُمْ. " (رواہُ مسلم)

اپنے آپ کو پاکباز مت تصور کرو۔ اللہ خوب جانتا ہے کون تم میں زیادہ نیکوکار ہے۔

معلوم ہوا ایسے نام جو " اپنے منہ میاں مٹھو" کے مفہوم پر حامل ہوں ان سے بھی گریز کرنا چاہیے۔

○ ایک صحابی کا نام ذکوان تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں ناجیہ (تیز رفتار اونٹنی) کا نام عطا فرمایا۔ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول مکرم ﷺ کے قربانی کے اونٹ لے کر مکہ معظمہ گئے تھے۔

اس روشنی میں ___ ذی شان ___ بے نظیر ___ جیسے ناموں کو انتخاب کرنے والوں کے لیے دعوتِ فکر ہے۔

نام رکھنے کے غیر اسلامی طریقے

دورِ حاضر میں نام رکھنے کے بہت سے طریقے رواج پا چکے ہیں، ان میں سے اکثر طریقے تو ایسے ہیں جو انسان کے عقیدۂ توحید ہی سے متصادم ہیں۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں لیکن ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

(1) علم الاعداد:

اس علم میں حروف کے اعداد نکال کر ان کے حساب سے نام منتخب کیا جاتا ہے۔ آخری اعداد صرف اکائی کی صورت رہ جاتے ہیں۔ یعنی ۱ ...... تا ۹ ___ ان اعداد کی مختلف تاثیر بیان کی جاتی ہے۔ مثلاً:-

۱ نمبر کی صفات کے نام والے لوگ یکتا ہوتے ہیں، ان میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ انوکھا پن بھی ہوتا ہے۔ جو انہیں جلد ہی مشہور کر دیتا ہے۔ یہ لوگ اپنے خاندان اور قوم میں ممتاز حیثیت کے مالک ہوتے ہیں وغیرہ۔

تاریخی نام:

علم الاعداد کے حساب سے ایسا نام رکھا جاتا ہے، جس کے حروف کے اعداد اور تاریخِ پیدائش کے اعداد ایک ہوں۔ اس میں یہ بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ نام ایسا ہو جس کی تاثیر سے موسوم ...... طبیعت، زندگی و موت، ازدواجی حالات، کاروبار، گھریلو زندگی وغیرہ میں کامیاب رہے۔

○ علم اسرار الحروف:

حروف کا اپنا اپنا مزاج تصور کر لیا گیا ہے۔ مثلاً بادی، آتشی، آبی، خاکی وغیرہ۔ اس کے مطابق نام اگر آتشی حروف پر مشتمل ہے تو موسوم کا مزاج اور صحت بھی آتشی اثرات کے تحت ہوگا۔ وغیرہ

○ علم الایام:

بچہ جس روز پیدا ہو اس روز کی اپنی تاثیر فرض کر لی گئی ہے۔ مثلاً اتوار کو پیدا ہونے والا بچہ دولت مند، عقل مند، اور لمبی عمر والا ہوگا۔ لہٰذا اس کے اس مزاج سے مطابقت رکھنے والا نام رکھا جائے گا۔

صرف یہی نہیں بلکہ دن رات میں پیدائش کے حساب سے بھی ان کی تاثیر میں فرق ہوتا ہے۔

○ فال نکلوا کر نام رکھنا:

اس طریقے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون سا نام موسوم کی شخصیت اور قسمت سنوارنے کے لیے اچھا رہے گا۔

○ علم نجوم:

ستاروں اور برجوں کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ جب فلاں ستارہ فلاں برج میں ہو تو وہ گھڑی سعد ہوتی ہے یا نحس۔ نام رکھتے وقت ان سعد اور نحس گھڑیوں کا حساب لگا کر سعد گھڑیوں میں نام رکھا جاتا ہے۔

○ بھاری نام:

بعض بچے بیمار رہتے ہیں۔ یا مزاج کے چڑچڑے ہوں، یا ضدی ہوں، کند ذہن ہوں ____ غرض ان کی شخصیت میں عادات کے لحاظ سے ____ یا صحت کے لحاظ سے کوئی خامی ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس بچے کا نام اس پر بھاری پڑ رہا ہے۔ لہٰذا اسے تبدیل کر دیا جائے۔ اور فلاں نام رکھا جائے۔ بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔

یہ بھی غیر اسلامی سوچ ہے، جیسے گزر چکا ہے کہ سوائے برے مفہوم کے حامل نام کے دوسرے تمام نام انسان کے عادات یا صحت پر ہرگز اثر انداز نہیں ہوتے۔

مندرجہ بالا جتنے بھی نام رکھنے کے طریقے ہیں یا ان سے ملتا جلتا کوئی اور طریقہ ہو۔ ان سب میں ایک ہی قدرِ مشترک ہے وہ یہ کہ ان طریقوں کے مطابق نام رکھنے سے موسوم:

- حوادث سے بچ سکتا ہے۔
- بیماریوں سے بچ سکتا ہے۔
- لمبی عمر حاصل کر سکتا ہے۔
- ہر دل عزیز ہو سکتا ہے۔
- دولت مند ہو سکتا ہے۔
- نامور ہو سکتا ہے۔
- انوکھی شخصیت بن سکتا ہے۔
- ازدواجی زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے۔

غرض اس قسم کے تمام دعوے ایسے ہیں جو عقیدۂ توحید کے منافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے نبی ﷺ نے اس قسم کے تمام اعتقادات سے سختی سے نہ صرف منع کیا،

بلکہ انہیں واضح کفر اور شرک کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ " (انعام ٥٩)

" اور اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا"۔

جب کہ اس قسم کے نام رکھنے والے اور بتانے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بچے کی قسمت قبل از وقت بتا بھی سکتے ہیں اور بنا بھی سکتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کے کہنے پر یقین کرلیا، وہ محمد (ﷺ) پر نازل ہونے والی شریعت سے آزاد ہے "۔ (سنن ابی داؤد)

کاہن یعنی غیب کی باتیں بتانے والا ____ چاہے وہ کسی بھی طریقے سے غیب کی خبریں بتائے۔

لہٰذا اس انداز سے نام بتانے والے سب کے سب کاہن اور شریعتِ محمد ﷺ سے آزاد لوگ ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ " جس شخص نے کسی کاہن کے پاس جا کر کچھ پوچھا اور تصدیق کرلی، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی "۔ (صحیح مسلم)

ایک حدیث میں ہے:

" کہ جس شخص نے فال نکالی یا نکلوائی، کہانت کی یا کروائی۔ اس نے جادو کیا یا کروایا ____ وہ ہم میں سے نہیں "۔ (مسند الکبیر للبزار)

اگر نام رکھنے کے مندرجہ بالا طریقے درست ہوتے تو خود رسول اللہ ﷺ یا صحابہ ضرور اس قسم کے نام رکھتے۔ جب کہ نام رکھنے کے بارے احادیث میں بہت زیادہ روایات موجود ہیں۔

دورِ حاضر میں غیب کے دعوے کرنے کا علم اتنا عام ہو چکا ہے کہ مختلف ناموں سے ___ اور مختلف انداز سے ___ ہر گلی اور محلے میں ایسے لوگ اپنی دکانداری چمکا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اخبارات اور رسائل اپنے صفحات اس علم کو عام کرنے اور ان لوگوں کی تشہیر کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

المیہ تو یہ ہے کہ کہانت، فال، ہاتھ دکھانا، ستاروں، برجوں، اعداد، حروف، گھڑیوں، روشنیوں، رنگوں، ہیروں اور پتھروں کی تاثیر کو اس طرح انسان کے حالات سے وابستہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جیسے یہی سب کچھ اس دنیا میں کر رہے ہیں۔

دورِ قدیم میں مختلف بت مختلف خدائی کاموں کے لیے نامزد کر دیئے جاتے تھے۔ آج کل اِن اَن دیکھے بتوں کو ان کی جگہ دے دی گئی ہے اور یہ ایسا شرک اور کفر ہے جو بظاہر نہ محسوس ہوتا ہے نہ کوئی اسے کفر یا شرک تسلیم کرتا ہے اور اتنا عام ہے کہ ہر اخبار یا رسالہ اسے دلکش اشتہارات کی صورت ذہنوں میں انڈیل رہا ہے۔

(تفصیلات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجئے _ تحفۃ الاسماء)

اندازِ تخاطب میں احترامِ آدمیت

اسلام تہذیب وتمدن کے مخیرانہ عروج کا نام ہے۔ یہ دین صرف انسانی ہمدردی کے انفرادی جذبات ہی عطا نہیں کرتا، بلکہ اِجتماعی طور پر ہر انسان کی عزتِ نفس کو برقرار رکھنے کا اہتمام فرماتا ہے، اور اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ جب تم ایک دوسرے کو مخاطب کرنا چاہو تو اس بات کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کس عزت وتکریم سے نوازا ہے۔ ارشاد ہے:

" وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ آدَمَ. " (اسرا ۷۰)

" اور تحقیق ہم نے عزت عطا کی بنی آدم کو۔ "

کے مطابق ہر انسان کی تکریم کا تقاضا ہے کہ اسے اس کے پسندیدہ اور محترم نام سے پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو کسی ایسے نام سے پکارنے سے منع فرمایا، جس میں اس کی تذلیل کا پہلو پایا جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

" اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ مردوں کی کوئی جماعت دوسرے مردوں کا مذاق اڑائے، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ٹھہریں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں۔ کیا عجب کہ وہ ان سے بہتر ٹھہریں۔ اور نہ اپنوں کو عیب لگاؤ، اور نہ ایک دوسرے پر آپس میں برے القاب چسپاں کرو۔ ایمان کے بعد تو فسق کا نام بھی برا ہے۔

اور جو لوگ توبہ نہ کریں گے، تو وہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے بنیں گے۔ "

(حجرات ۱۳)

یہ حقیقت ہے کہ انسان انسان کی کردار کشی کے لیے اس کی تذلیل کرتا ہے۔ اس پر عیب لگاتا اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے سختی سے منع فرمایا اور وجہِ نہی بھی بیان فرمادی۔

" ہوسکتا ہے جن کا تم مذاق اڑا رہے ہو وہ تم سے بہتر ہوں۔ "

" لَا تَنَا بَزُوا بِالْاَ لْقَاب " کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مولنا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں۔" اچھے القاب سے ملقب کرنا جس طرح کسی قوم کی عزت افزائی ہے، اسی طرح برے القاب چسپاں کرنا اس کی انتہائی توہین و تذلیل ہے۔ ہجو یہ القاب لوگوں کی زبانوں پر آسانی سے چڑھ جاتے ہیں۔ ان کا اثر نہایت دور رس اور پائیدار ہوتا ہے۔ ان کی پیدا کی ہوئی تلخیاں پشت ہا پشت تک باقی رہتی ہیں۔ "

o کسی کو اس کے کردار کے عیوب ظاہر کرنے والے ناموں سے مخاطب کرنا جیسے جھوٹا، چور، مکّار اور بخیل وغیرہ۔ کسی میں یہ عیوب فی الحقیقت موجود بھی ہوں تو بھی اسے ایسے ناموں سے پکارنا قطعاً درست نہیں۔ برے کی برائی کو ختم کرنے کا نفسیاتی طریقہ یہ ہے کہ اس کی ذات سے اس کی برائی کی نفی کا اظہار کیا جائے ورنہ برائی کی تشہیر کرنے پر متعلقہ فرد اور باغی ہو جائے گا۔

o " لَا تَنَا بَزُوا بِالْاَ لْقَاب " کا ایک پہلو یہ ہے کہ کسی کے جسمانی عیب کی وجہ سے اس کا نام رکھا جائے۔ مثلاً کسی نابینا شخص کو اندھا ___ ٹانگوں سے معذور کو لنگڑا ___ یا چھوٹے قد والے کو ٹھگنا کہنا۔ قرطبی لاتنابزوابالالقاب کی تفسیر میں کہتے ہیں:......

ناپسندیدہ لقب صاحبِ لقب کو نہیں دینے چاہییں۔ گو احادیث کی اسناد میں ایسے نام

ہیں جیسے __ اعمش، حمید الطویل (لمبے قد والا) __ تو یہ اصل میں پہچان کے لیے ہیں، مقصد توہین یا عیب کرنا نہیں۔ (بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۷۴)

o اسی طرح اصل ناموں کو بھی بگاڑنا نہیں چاہیے۔ مثلاً __ اکرم کو اَکو __ ممتاز کو تاجو کہنا۔

o صرف دوسروں کے نام ہی نہیں خود اپنے آپ کو بھی بُرے نام دینے سے منع فرمایا۔

ایک حدیث ہے:

"کوئی یہ مت کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا۔ بلکہ کہے سخت ہو گیا ہے۔" (صحیح مسلم)

گویا خودداری اور عزتِ نفس کا طریق اپنے نفس کے سدھار میں ہے۔ اسے کوئی ذلت آمیز نام نہیں دینا چاہیے۔

صحیح اندازِ تخاطب:

طرزِ تخاطب کے ضمن میں بہترین اصولی تعلیم جو ہمیں رحمۃ اللعالمین ﷺ نے عطا کی، وہ اپنی جگہ بے مثال ہے۔ فرمایا:

" مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا. "

" جو ہمارے بڑے کی عزت، اور ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔ " (ترمذی)

گویا بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرنا ھادیٔ عالم ﷺ کی امتِ وسطیٰ میں داخل ہونے کا لازمی جز ہے۔ ہمیں زندگی میں باہمی تعلق کے لحاظ سے جن انسانوں سے سابقہ پیش رہتا ہے یا ان کے نام لینے کی ضرورت رہتی ہے۔ ہم ان کو پانچ خانوں میں رکھ سکتے ہیں۔

(۱) اپنے سے بڑے بلحاظ منصب۔

(۲) اپنے سے چھوٹے بلحاظ منصب۔

(۳) اپنے سے بڑے بلحاظ قرابت۔

(۴) اپنے سے چھوٹے بلحاظ قرابت۔

(۵) ہم منصب یا ہم رشتہ یا ہم عمر۔

اب ہم پانچوں حیثیتوں کے لیے اسلامی طرز تخاطب کا جائزہ لیں گے۔

(۱) اپنے سے بڑے بلحاظ منصب: اسلام میں مناصب کی تقسیم انسانوں کی بجائے اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے اس تقسیم کو نبی، رسول، صدیق، شہدا، صالحین، مومنین، متقین، متوکلین، شاکرین، محسنین، عاملین اور مسلمین وغیرہ۔ خطابات کے ساتھ منضبط رکھا ہے۔ یہ مناصب دنیاوی عہدوں کی طرح دولت، ہنر یا خوشامد کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایمانی و عملی پختگی کی بنیاد پر بارگاہِ رب العالمین سے حاصل ہوتے ہیں۔

خاتم النبین ﷺ کے لیے آدابِ تخاطب: ان میں سے سب سے عظیم اور بلند و بالا منصب خاتم النبیین، رحمۃ العالمین ﷺ کا ہے۔ دنیا میں ہر نبی و رسول کے مقصدِ بعثت کا تتمہ اور نقطۂ عروج آپ ﷺ ہی کا منصب رسالت و نبوت ہے۔ آپ ﷺ کا نامِ گرامی لینے یا آپ ﷺ کو مخاطب کرنے کے آداب خود اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں۔

" ایمان والو! اپنی آوازیں رسول ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو زور سے بولتے ہو، اس طرح ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ "

" جو لوگ رسول کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں، اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔ "

" جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل

ہیں“ (حجرات ۲-۴)

” اے اہلِ ایمان (گفتگو کے وقت اللہ کے رسول ﷺ سے) رَاعِنَا نہ کہا کرو، اُنْظُرْنَا کہا کرو، اور خوب سن رکھو۔ اور کافروں کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے۔“(البقرہ ۱۰۴)

” بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی نبی پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ “ (احزاب ۵۶)

” مسلمانو! تم رسول اللہ ﷺ کو پکارنے کو ایسا خیال نہ کرو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ “ (نور ۶۳)

- آیت نمبر ا سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے نامِ مبارک یا انہیں مخاطب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کرنا لازمی ہے، ورنہ حبطِ اعمال ہوسکتا ہے۔ گویا ایمان اور عمل کے بچاؤ کے لیے ان پر عمل ضروری ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات پر عمل کرنے سے تقویٰ، بخشش اور اجرِ عظیم ملے گا۔
- آپ ﷺ کو اسمِ ذاتی سے مخاطب کرنا بے عقل لوگوں کا کام ہے۔
- آپ ﷺ سے منافقین جس انداز سے مخاطب ہوتے ہیں، اہلِ ایمان کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔
- نبی مکرم ﷺ کا اسمِ گرامی سن کر آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا چاہیے۔

رسولِ رحمت، نبی اکرم ﷺ سے مخاطبت کا شرف حاصل کرنے والے خوش نصیب صحابہ کرام کا طرزِ عمل ہمارے لیے بہترین معیار ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جن کی وساطت سے ہمیں قرآن و حدیث کا ایک ایک حرف حاصل ہوا۔ اکثر صحابہ آپ ﷺ کے اسمِ مبارک کے ساتھ ” فداک اَبی وَ اُمّی “ بعض ” بِاَبی

اَنْتَ وَ اُمِّی " کے ساتھ مخاطب ہوتے۔ نبی اکرم ﷺ کی پکار کے جواب میں " لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ " کہتے۔

آپ ﷺ کو اسمِ ذاتی سے مخاطب صرف یہود کرتے، یا منافقین۔ چنانچہ ایک یہودی نے دروازے پر کھڑے ہو کر یا محمد ﷺ باآوازِ بلند کہا تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو وہاں کھڑے تھے) کو سن کر اتنا سخت غصہ آیا کہ دھکا دے کر یہودی کو گرا دیا۔

امام مالک مشہور محدّث بعداز وصالِ رسول اللہ ﷺ کئی سال تک مسجدِ نبوی ﷺ میں درسِ حدیث دیتے رہے، لیکن حالت یہ تھی کہ احترامِ نبوت اور تعمیل حکمِ الٰہی میں کبھی اپنی آواز کو بلند نہ کیا۔ بے شک! یہاں تو جبریلِ امین بھی آتے تو سراپا ادب بن کر۔

یہ حلم و وقر و نظم و ضبط کے داعی کا مکتب ہے
صدا اونچی نہ اٹھے یاں خدا کے واسطے ہاں! ہا

(مولٰنا نعیم صدیقی)

یہ حقیقت ہے کہ آج بھی محبت و طاعت کے اعلیٰ ترین جذبات سے لبریز دل دیارِ رسول اللہ ﷺ میں پہنچ کر اپنے آپ میں تابِ گویائی نہیں پاتے۔

اسماء الانبیاء اور ہمارا فرض: دوسرے تمام انبیاء کے اسماء کا تذکرہ کرنے کا سلیقہ بھی خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا۔ قرآنِ پاک میں انبیاء کے انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کے تذکرہ کو یوں فرمایا!

" سلام" عَلٰی اِلْیَاسِیْن ___ سَلَام" عَلٰی یُوْنُس ___ سلام"

عَلَی الْمُرْسَلِیْن ___ انبیاء و رُسل کاروانِ انسانیت کے وہ راہنما ہیں، جن کا فریضہ ہدایت پہنچانا بھی ہے اور اس کی قیادت بھی کرنا۔ راہ کی صعوبتوں کی آگاہی کے ساتھ

ساتھ ان سے بچا کر، انسان کو بخیر و عافیت منزلِ مقصود تک پہنچاتا ہے۔ بے شک ان کا منصب اس بات کا متقاضی ہے، کہ ان کے اسمائے کریم کے ساتھ علیہ السّلام بولا جائے ___ علیہ السّلام لکھا جائے ___ علیہ السّلام پڑھا جائے۔

انبیاء علیہم السّلام کے بعد: انبیاء علیہم السّلام کے بعد دنیا کی صالح ترین جماعت اصحابِ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ انہوں نے خونِ جگر اور خونِ جسم کی فدائیت کے ساتھ حُبِّ رسول ﷺ اور اطاعتِ رسول ﷺ کے وہ نقوش تاریخِ انسانی پر ثبت کیے، جنہیں حادثاتِ زمانہ کی گرد کبھی دھندلا نہیں سکتی، یہ آسمانِ خیر القُرون کے وہ نجوم ہدایت ہیں جن کا منصب کبھی اپنے آپ کو کسی دوسرے فرد کے حوالے نہیں کر سکے گا۔ یہی اصحاب ہیں جن کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ". " اللہ راضی ہوا ان سے، وہ راضی ہوئے اس سے۔ "

معلوم ہوا اصحابِ رسول اللہ ﷺ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ ضرور کہنا چاہیے۔ یہ ان کی تکریمِ اسماء کا تقاضا ہے۔ صحابیہ خواتین کے لیے رضی اللہ عنہا کہنا چاہیے۔

مسلمان اور مومنوں کے نام: صحابہ کے بعد کچھ عہدے ایسے ہیں جنہیں ہر مسلمان ایمان و عمل کے خالص اور ٹھوس ثبوت کے ساتھ حاصل کر سکتا ہے۔ ایسے باعمل مومنین کے اسماء کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنا ان کے علم و تقویٰ کے منصب کا تقاضا ہے۔

(۳) اپنے سے بڑے بلحاظ رشتہ:

والد، والدہ کے علاوہ، دادی، دادا، نانا، نانی، ماموں، خالہ، چچا، چچی، ساس، سسر وغیرہ تمام رشتے ایسے ہیں، جو بمنزلہ ماں باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ماں

باپ کے ساتھ انتہائی حسنِ سلوک کی حدود بیان کرتے ہوئے طرزِ تخاطب کو بھی سلیقہ بخشا۔ فرمایا!

"اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کو اُف تک نہ کہنا، اور نہ انہیں جھڑکنا، اور ان ادب سے کرنا، اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو، اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو، اے میرے ربّ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پرورش کیا، تو بھی ان کے حال پر رحمت فرما۔"

(سورۃ اسرا ۲۳-۲۴)

رسول ﷺ کے اپنے والدین بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ارشادات کے ذریعے والدین کے اعزاز و تکریم کو مزید واضح کیا۔ آپ ﷺ اپنے سے بڑے رشتہ داروں کی انتہائی عزت فرماتے۔ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ جب بھی آتیں، ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، اپنی چادر فرشِ زمین پر بچھا کر اس پر بٹھاتے۔ غور اور محبت سے ان کی بات سنتے اور تحائف کے ساتھ روانہ فرماتے۔

اپنی پرورش کنندہ اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کے لیے اکثر فرمایا کرتے۔

" اُمِّي بَعْدَ اُمِّي . " یہ میری امی ہیں، میری امی کے بعد

اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکریم کے ساتھ ساتھ ان کے حق میں فرماتے:

" هٰذا عَمِّي و صنو اَبِي. " یہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ برابر ہیں۔

اس طرح آپ ﷺ نے اپنے سے بڑوں کی تعظیم کرنے کا خود بھی اہتمام فرمایا اور ہمیں بھی ان کے ساتھ حُسنِ عمل اور حُسنِ تخاطب کی تہذیب بخشی۔

چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو

دیکھا جس کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ آپ ﷺ نے لڑکے سے پوچھا تیرے ساتھ کوئی ہے؟ اس نے کہا میرے باپ ـــ آپ ﷺ نے فرمایا! پس تو نہ ان کے آگے چل اور ایسا کوئی کام نہ کر جس سے وہ تجھے روکیں اور ان کے سامنے نہ بیٹھ اور ان کے نام سے نہ پکار۔ رواہ ابن السنی معلوم ہوا کہ بڑوں کا نام نہیں لینا چاہیے۔(تحفۃ الاسماء، ص ۱۵۹)

(۴) اپنے سے چھوٹے بلحاظ رشتہ:

اپنے حقیقی بیٹے، بیٹیاں، ان کی اولاد، اپنے بہن بھائیوں کی اولاد، اپنے زیرِ کفالت بچے، شاگرد اور خادمین وغیرہ اپنے سے چھوٹوں کی ذیل میں آتے ہیں۔ ان سے شفقت وتلطف کا برتاؤ کرنا اسلامی شعار ہے۔ لہٰذا ان کو مخاطب کرتے ہوئے شفقت بھرے الفاظ استعمال کرنے چاہییں۔ مشفقانہ خطاب کی مثال قرآن، کریم میں " یابُنَیَّ " (اے میرے بیٹے) کے الفاظ کے ساتھ ملتی ہے۔ مثلاً

نوح علیہ السلام (سورہ ھود ۴۲) یعقوب علیہ السلام (یوسف ۵، ۸۷ـ البقرہ ۱۳۲)
لقمان (۱۳، ۱۶ لقمان) ابرہیم علیہ السلام (صافات ۱۰۲ ـــ ابراہیم ۳۵)
نے اپنے بیٹوں کو " یا بُنَیَّ " کے خطاب ہی سے ہدایات دی ہیں۔

خود رحمت العالمین ﷺ بھی چھوٹے بچوں کو " یــا بُـنَــیَّ " کہہ کر مخاطب فرماتے۔ چنانچہ اپنے خصوصی خدمتگار انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"یا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ اِلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃٌ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ۔ " (رواہ الترمذی)

" اے میرے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہو تو ان کو سلام کر یہ تیرے گھر والوں کے لیے باعثِ برکت ہوگا۔ "

گویا اظہارِ شفقت اور اندازِ تخاطب باہم مربوط ہونے چاہییں۔ تحفۃ الاسماء میں

غازی عزیر لکھتے ہیں:

" البتہ بچوں اور طالب علموں کو ڈانٹنے کے لیے، نامراد، بے سمجھ وغیرہ کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نعمان بن بشیر کو 'یا غدر' فرمایا۔(ص ۱۷٦)

ہم رشتہ، ہم منصب، ہم عمر کے لیے:

ایسے تمام افراد کے طرزِ تخاطب کے لیے یہ آیت ہمیں بنیادی تعلیم مہیا کرتی ہے۔

" اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ " ۔ "بے شک تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔" (الحجرات)

آج کل اکثریت ساتھی کہنا پسند کرتی ہے۔ حالانکہ اپنائیت کا جو احساس بھائی یا بہن میں ہے وہ ساتھی میں نہیں۔ احادیث میں بھی مومنین کو آپس میں بھائی بھائی کہا گیا ہے۔ مثلاً: " تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ساتھی بدلتے رہتے ہیں، بہن بھائی کا رشتہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ ساتھی ساتھ چھوڑ دے تو رشتہ ختم۔ بہن بھائی کا ساتھ نہ بھی رہے تو رشتہ ختم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ موت کے بعد بھی دعائے مغفرت کی صورت میں یہ رشتہ قائم و دائم رہتا ہے۔ بھائی کے حقوق ہر صورت ادا کرنا پڑتے ہیں چاہے وہ موجود ہو یا نہ ہو۔

پیار بھرے نام: انتہائی محبت وشفقت کا اظہار کرنے کا انداز ہر فرد کا اپنا اپنا ہوتا ہے، لیکن بعض باتیں تمام لوگوں میں یکساں ہوتی ہیں۔ مثلاً پیار کے اظہار کے لیے نام کے تلفظ کو لاڈ سے بدل دینا۔ جیسے بیٹا سے بٹیا، بھائی سے بھیا وغیرہ۔

نبی اکرم ﷺ خود جب انتہائی اپنائیت یا شفقت کا مظاہرہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو متعلقہ شخص کے نام کی تصغیر کر دیتے۔ جن میں سے چند ایک نام مولانا نعیم صدیقی ـــ محسن

انسانیت میں بحوالہ شمائل ترمذی دیے ہیں۔

○ عائشہ رضی اللہ عنہا: رسول پاک ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ اکثر بطور شفقت "یاعائش" کہہ کر مخاطب فرماتے

○ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: انہیں رحمتِ دو عالم ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ روزگار کے مسائل بھی آڑے نہ آتے۔ رسول ﷺ کے درِ اقدس پر حاضر رہتے اور اقوال و اعمالِ ﷺ کو بغور دیکھتے اور یاد رکھتے۔ ان سے نبی اکرم ﷺ بھی بہت انس رکھتے اور اس کا اظہار "یا أبا هر" کہہ کر کرتے۔

○ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص، جن کی والدہ نے صرف دس سال کی عمر ہی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کو " یا بُنَیّ، یا ذُوالْأُذُنَیْن (اے دو کانوں والے) اور یا أُنَیْس (انس کی اسمِ تصغیر) " کہہ کر پکارا کرتے۔

○ زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ابوسلمہ شہیدِ احد اور ام المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی۔ رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ اکثر ان کو اپنے پاؤں کے تلوں پر بیٹھا کر کھلاتے اور پیار سے " یا زُوَیْنِبُ " کہہ کر بلاتے۔

چند مخصوص اشیاء کے لیے طرزِ تخاطب:

انسانوں کے علاوہ کچھ مخصوص جگہیں یا اشیاء بھی ایسی ہیں، جن کی تعظیم کرنا، اور ان کا عزت سے نام لینا چاہیے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔

" ذٰلِكَ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ "(۳۲ حج)

(یہ ہمارا حکم ہے) اور جو شخص ادب کی چیزوں کی، جو اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں،

عظمت کرے تو یہ فعل دلوں کی پرہیز گاری میں سے ہے۔

اسی حکم کے تحت

- مکہ معظمہ: کے ساتھ مکرمہ، مشرفہ جیسے تعظیمی الفاظ کا اضافہ کرنا چاہئے۔
- مدینہ منورہ: کا نام لیتے ہوئے بھی ایسا تعظیمی اہتمام ضروری ہے۔
- قرآنِ حکیم: مسلمانوں کے لیے کتابِ ہدایت ہے، یہ کلام الرحمٰن بھی ہے اور صحیفہ فرقان بھی۔ اس کتابِ مقدس کے نام کے ساتھ تعظیمی الفاظ استعمال کرنے چاہییں۔

" ابنِ مسیب مشہور تابعی کہتے ہیں۔ تم میں سے کوئی شخص مصحفِ کریم یعنی قرآنِ حکیم کو خالی مصحف نہ کہے اور مسجد کو خالی مسجد نہ کہے۔ بلکہ تعظیمی الفاظ کے ساتھ ان کا نام لے۔ مثلاً قرآنِ مجید وغیرہ (سنن ابی داؤد، بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن)

کنیت

رسول اللہ ﷺ نے کنیت اختیار کرنے کے لیے جن امور کو پیشِ نظر رکھنے کی تعلیم دی، وہ وہی ہیں جو ذاتی نام کے انتخاب کے لیئے پیش فرمائی۔ کنیت شرک آمیز نہ ہو۔ خودنمائی کے جراثیم سے پاک ہو۔ پست کرداری کے اظہار سے بری ہو۔

باعزّت طرزِ تخاطب کے لیے اسلام سے قبل معاشرہ میں کنیت کا رواج بھی تھا۔ کنیت ہر آدمی اپنے لیے اختیار کرتا اور اس کو باعثِ عزّت سمجھتا۔ کنیت کا رواج اس قدر عام تھا کہ اکثر لوگوں کے اصل نام تک محو ہو جاتے اور کنیت غالب آ جاتی۔

کنیت لغت میں: یہ لفظ کِنا سے ماخوذ ہے۔ کِنا کا مطلب ہے " ایک لفظ بول کر کوئی اور لفظ مراد لینا۔ "

کنیت عرف عام میں کسی رشتے دار سے تعلق کو ظاہر کر کے پکارنے کا نام ہے۔ مثلاً " ابوعبداللہ " (عبداللہ کا باپ)

پس منظر: کنیت کیسے ظہور میں آئی۔ اس کے بارے ایک دلچسپ حکایت مشہور ہے۔ ایک بادشاہ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو تعلیم وتربیت کے لیے معہ اساتذہ جنگل میں محل تعمیر کروا کر بھیج دیا تاکہ لوگوں کے میل جول سے اس کا وقت ضائع نہ ہو۔ کچھ عزیز واقارب اور مصاحبین کے بچوں کو بھی ساتھ بھیج دیا۔ بادشاہ ہر سال اپنے ان مصاحبوں کے بارے دریافت کرتا۔ تو بادشاہ ان بیٹوں کے نام لے کر تعارف کراتے ہوئے کہتا:

" ھٰذا اَبُو فُلانٍ "   (یہ فلاں لڑکے کا باپ ہے)۔

ہوتے ہوتے اس کا استعمال عام ہو گیا۔ شروع شروع میں کنیت صرف بیٹے کے نام پر اختیار کی جاتی۔ رفتہ رفتہ بیٹی کے نام پر بھی کنیت کا رواج ہو گیا۔ جس کا بیٹا، بیٹی نہ ہوتا وہ کسی اور رشتہ دار کے حوالے سے اپنی کنیت رکھ لیتا۔ ہوتے ہوتے کنیت جانوروں اور جمادات کے لیے بھی رواج پا گئی۔ پھر ایک دور آیا کہ ذُو اور ذات بھی کنیت کے لیے خاص ہو گئے۔ کنیت اختیار کرنے کے لیے کون سے قواعدِ زبان استعمال ہوتے ہیں تفصیلات کے لیے دیکھیے بلوغ الارب جلد ۴۔

اللہ تعالیٰ نے خود کلامِ حکیم میں بعض اشخاص کے لیے کنیت استعمال فرمائی ہے۔ مثلاً

- اُمِّ موسیٰ ــــ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے لیے۔ دیکھیے سورہ قصص آیت ۱۰
- ابنِ مریم ــــ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے تقریباً بائیس بار اس کنیت کا استعمال فرمایا ہے۔
- ذوالنّون ــــ مچھلی والا ــــ یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا، اس لیے ان کے لیے یہ کنیت استعمال فرمائی۔ دیکھئے سورہ الانبیاء آیت ۸۷)
- ابنِ سبیل ــــ راستے کا بیٹا یعنی مسافر ــــ دیکھئے سورہ روم ۳۸)

یاد رکھنے کی بات: کنیت ــــ اُمّ اور اَبُو ــــ کے حوالے سے کسی بھی شخص کے نام پر اختیار کی جاسکتی ہے۔ چاہے وہ حقیقی اُمّ اور اَبُو نہ ہی ہوں۔ کسی بھتیجے، بھانجے یا خیالی بیٹے، بیٹی کے نام پر ابوفلانٍ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ صہیب کی کنیت رسول اللہ نے ابو یحییٰ رکھی حالانکہ ان کا کوئی بیٹا یحییٰ نہیں تھا۔ مستدرک حاکم (تحفۃ الاسماء، ص ۱۸۱) ــــ حاکم اسے صحیح کہتے ہیں۔

لیکن ابنِ اور بنت کے سابقہ کے ساتھ کنیت اختیار کرنے کے لیے حقیقی ابن اور بنت ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ نسب کی حفاظت ہمارے دین کا ایک اہم پہلو ہے۔ ارشادِ الٰہی

ہے:

" اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ . " (احزاب ۵)

پکارو ان کو، ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے یہ زیادہ انصاف کے قریب ہے نزدیک اللہ کے......

اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے!

" اس پر لعنت ہے جو اپنے نسب کو کسی دوسرے سے منسوب کرے۔ " (صحیح مسلم)

لہٰذا صرف صدیق کی بیٹی ہی بنتِ صدیق کہلا سکتی ہے۔ بھتیجی، بھانجی یا کوئی اور لڑکی اس کنیت کو اختیار نہیں کر سکتی۔ اسی طرح ابنِ یاسر ___ یاسر کا بیٹا ہی کہلانے کا حقدار ہے کوئی اور ابنِ یاسر نہیں کہلا سکتا۔

شرکیہ کنیت سے اجتناب: شریح ابنِ ہانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میری قوم کے لوگ مجھے " اَبُو الْحِكَمْ " (فیصلہ کرنے والوں کا باپ) کی کنیت سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ جب میں ایمان سے فیضیاب ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کو میری کنیت کا پتہ چلا، تو آپ ﷺ نے اس کنیت کی وجہِ تسمیہ دریافت فرمائی۔ میں نے عرض کیا، میری قوم میں جب کوئی جھگڑا ہوتا ہے، تو میری قوم مجھ سے فیصلہ کراتی ہے۔ اس لیے انہوں نے میری کنیت " ابوالحکم " رکھ دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

" حکم یعنی فیصلہ کرنے والا صرف اللہ عزّ و جل ہے۔ "

اس کے بعد دریافت فرمایا! " تمہارے کتنے بیٹے ہیں۔ " میں نے عرض کیا! " تین " ___ فرمایا! ان کے نام کیا کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ شُرَیْح ___ مُسْلِم ___ عَبْدُ اللّٰه ۔ پھر فرمایا! " ان میں سے بڑے کا نام کیا ہے۔ " میں نے عرض کیا! " شُرَیْح " پھر فرمایا! " تمہاری کنیت اَبُو شُرَیْح ہے۔ "

معلوم ہوا کہ کنیت اپنے بڑے بیٹے کے نام پر اختیار کریں تو بہتر ہے۔ اگر بیٹی ہو تو اس کے نام پر بھی کنیت رکھی جا سکتی ہے۔

منفرد و ممتاز کنیت ابوالقاسمؐ: خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بڑے بیٹے قاسم کے نام پر کنیت اختیار فرمائی۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی اقصائے عالمین میں وحید و فرید ہے، بے شک اسی طرح آپ ﷺ کی کنیت بھی ممتاز و یگانہ ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث پر غور کیجئے!

o ایک دن رسول اللہ ﷺ بقیع میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی نے آواز دی " ابو القاسم " آپ ﷺ نے رخ مبارک موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس نے عرض کیا۔ میں نے آپ ﷺ کو نہیں کسی اور شخص کو پکارا تھا۔ اس موقع پر ارشاد فرمایا!

" میرا نام رکھا کرو اور میری کنیت مت رکھو۔ " (ابوداوٗد)

o ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا " ہم ابوالقاسم کہہ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کریں گے۔" وہ آدمی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! " تمہارے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ " ساتھ ہی فرمایا!

" میرا نام رکھا کرو اور میری کنیت مت رکھا کرو۔ کیونکہ میں اللہ کی طرف سے قاسم بنایا گیا ہوں جو مالِ غنیمت تقسیم کرتا ہوں۔ "

o ایک بار ایک شخص نے عرض کیا " یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ کے بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام اور کنیت آپ کے نام پر رکھ لوں؟ فرمایا! " ہاں "۔

اس حدیث کے راوی کہتے ہیں یہ اجازت صرف اس آدمی کے لیے خاص تھی۔ ہر ایک کے لیے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی کنیت اختیار نہ کرے۔

کنیت عورت کے لیے: ہمارے ہاں خواتین اپنے نام کے ساتھ قبل از نکاح اپنے والد اور بعد از نکاح اپنے خاوند کے نام کا سابقہ استعمال کرتی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ بیٹے بھی اپنے باپ ہی کے نام کا سابقہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص محمد خالد ہے __ اس کا بیٹا رشید __ رشید خالد کہلائے گا، بیٹی ساجدہ __ ساجدہ خالد، بیوی عائشہ __ عائشہ خالد کہلائے گی۔ یوں ایک انجان آدمی کے لیے یہ امتیاز ناممکن ہے کہ ان میں کون بیوی ہے، کون بیٹی...... لیکن اسلام کے رائج شدہ طریقِ کنیت سے عورت اپنی الگ حیثیت کی مالک ہوتی ہے، اور اس کا جس نام سے کنیت اختیار کی گئی ہے، کیا تعلق ہے، کیا رشتہ ہے۔ اس کی خود بخود وضاحت ہو جاتی ہے۔ مثلاً اُمِ حبیبہ (حبیبہ کی ماں) __ بنتِ صدیق (صدیق کی بیٹی) وغیرہ۔

اگر خاوند کے حوالے سے نام کا اظہار مقصود ہو تو زوجہِ عمر (عمر کی بیوی) یا بیگم اسحاق کے انداز پر نام اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن یورپین لوگوں کی نقل میں مسز اور مس کہلانا ہماری تہذیب کے امتیاز کے منافی ہے اور اس میں مشابہتِ غیر کا آمیزہ بھی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی منتخب کردہ کنیتیں:

آیئے دیکھیں رسول اللہ ﷺ نے کس کو کس کنیت سے نوازا۔

o ابنِ عبدالمطلب: یہ کنیت نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر اپنے لیے ذکر فرمائی۔ فرمایا!

"انا النَّبِيُّ لَا كَذِب ۔ اَنَا ابْنِ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ" (بخاری: عن ابنِ عباس)

o اُمِ عبداللہ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: خود بیان فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا " میری تمام ہجولیوں کی کنیتیں ہیں، میں کس نام پر کنیت

اختیار کروں۔ " آپ ﷺ نے فرمایا! " تم اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام پر " اُمِ عبداللہ " کنیت رکھ لو۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو بہت محبت تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خالہ اپنے بھانجے کے نام پر کنیت رکھ سکتی ہے۔

o ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسعود الھذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان کی کنیت " ابوعبد الرحمٰن " خود رسول اللہ ﷺ نے رکھی۔ حالانکہ آپ کا عبدالرحمٰن نامی کوئی بیٹا نہیں تھا۔ (ہیثمی کے مطابق اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ مجمع الزوائد۔ ابن حجر عسقلانی کی رائے میں اس حدیث کی سند صحیح ہے فتح الباری (بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۱۸۱)۔

جب ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ کر رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ کنیت کے اعزاز و دوام کو برقرار رکھا۔

o ابوبکر ــــ بن حارث الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ ابوبکر ــــ o یہ کنیت انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائی تھی۔ (از اسماء الرجال مشکوٰۃ المصابیح)

o ابوتراب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ ایک دن آپ مٹی پر ننگے بدن سو رہے تھے، تمام جسم مٹی سے اٹ چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جگاتے ہوئے فرمایا! ابوتراب (مٹی کے باپ) اٹھو۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کنیت کو بہت پسند فرماتے تھے۔

o ابویحیٰ، حبیب یا صہیب بن سنان ــــ انہیں ابویحیٰ کنیت بارگاہِ نبوت سے حاصل ہوئی تھے۔ (مستدرک حاکم) حاکم اسے صحیح کہتے ہے۔

(بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۱۸۱، اسد الغابہ)

o ابومریم الغسانی...... کو بھی دربارِ رسالت سے یہ کنیت ملی تھی۔ (اسد الغابہ)

o ابوحفص عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ آپ کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو زوجۂ

رسول ﷺ تھیں) کے نام پر زبانِ رسالت سے ابوحفص کنیت حاصل ہوئی۔

- اسید بن حضیر...... ابوعتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــ انہیں ابوعتیک کنیت سے رسول اللہ ﷺ نے نوازا۔ (اسد الغابہ)
- ابوطفیل...... ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــ مشہور قاریِ قرآن، ان کو بھی ابوطفیل کنیت کا اعزاز رسول اللہ ﷺ نے بخشا۔ (اسد الغابہ)
- ابوراشد ـــ ان کے بیٹے ایک وفد کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نام دریافت فرمایا عرض کیا " عبدالعزیٰ " (عزیٰ بت کا بندہ) ـــ فرمایا! تمہارے باپ کا نام کیا ہے۔ عرض کیا ـ ابومغویہ (گمراہی کا باپ)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم عبدالرحمٰن بن ابوراشد ہو۔ (اسد الغابہ)
- ابوعبیدہ...... عبدالقیوم ـ عبدالرحمٰن بن ابوراشد کے ہمراہ ان کے غلام قیوم بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے ہمراہ کون ہے ـــ عرض کیا میرا " مولیٰ " (آزاد کردہ غلام) قیوم ـــ فرمایا یہ " ابوعبیدہ " (عبدالقیوم) ہے۔ (اسد الغابہ، جلد ۲)

بچوں کی کنیت

تحفۃ الاسماء میں غازی عزیر لکھتے ہیں:

بچوں کی کنیت بھی رکھ سکتے ہیں چنانچہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کی کنیت ابوعمیر تھی (جن کا ایک پرندہ مر گیا تھا)

القاب

نام کے انتخاب کی اولین ذمہ داری کے بعد وہ مرحلہ آتا ہے جب انسانی شخصیت کردار و عمل کے سانچے میں ڈھلنے لگتی ہے۔ وہ اپنی انفرادی صفات کے ایسے نقوش اجاگر کرتی ہے جو دوسرے انسانوں میں کم ہی نظر آتے ہیں۔ انہی نقوشِ کردار کی بنا پر معاشرہ ان انسانوں کو متعلقہ صفت کے حوالے سے نام عطا کرتا ہے۔ چنانچہ

○ حجرِ اسود کا معاملہ نمٹانے کے لیے صحن حرم میں ابنِ عبداللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھ کر سردارانِ قریش بیک زبان پکار اٹھتے ہیں جاء الامین رضینا بہ۔

○ طہارتِ کردار کی بنا پر معاشرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو طاہرہ (پاکباز) کا لقب دیتا ہے۔

○ تصدیق رسالت کے صلہ میں ابوبکر ''صدیق رضی اللہ عنہ'' کہلاتے ہیں

○ انفاق عفو کے باعث عثمان ''غنی رضی اللہ عنہ'' بن جاتے ہیں۔

یہی وہ منزل ہے جہاں کام اپنا نام خود متعین کراتا ہے۔ ایسے تمام نام لقب ___ خطاب ___ یا ___ اسمائے صفت کہلاتے ہیں۔

لقب اور اس کے لوازمات:

کسی شخص کو لقب عطا کرتے ہوئے چند امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً

○ لقب یافتہ حق دار ہو، اس میں نمایاں طور پر متعلقہ صفت موجود ہو۔

- موصوف کے کردار میں اتنی پختگی ہونی چاہیے کہ وہ اپنی متعلقہ صفت کو ہمیشگی عمل دے سکے۔
- لقب شرکیہ الفاظ پر مشتمل نہ ہو۔
- کسی کے برے اوصاف کی وجہ سے اسے برا لقب نہیں دینا چاہیے۔ (گستاخانِ رسالت اس سے مستثنیٰ ہیں)
- اپنا لقب دوسروں سے خود متعین نہیں کرانا چاہیے، کیونکہ یہ خودستائی وخودنمائی کا ایک اشتہار ہے۔ جیسے کہ متکبرانہ و پاکبازانہ مفہوم پر مشتمل نام کے انتخاب کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا۔

لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل:

نبیِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

" **لا تقولن للمنافق سید فانه. ان لک سیداً سخطکم ربکم.** "

(ترمذی، ابوداؤد_نسائی_باسناد صحیح بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ١٦٦)

" منافق کو سردار مت کہو، اگر تم اس کو اپنا سردار تسلیم کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ناراض ہوگا۔ "

غازی عزیر لکھتے ہیں: معلوم ہوا جو جس لقب کا اصل مستحق نہیں اسے وہ لقب نہیں دینا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہرقل کو ملک الروم یا قیصر نہیں لکھا بلکہ لکھا۔ " اللہ کے بندے محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل کے نام۔ " (بحوالہ تحفۃ الاسماء)

معلوم ہوا کسی کو منصب اور لقب دیتے ہوئے اس کی اہلیت کو ضرور مدِ نظر رکھنا چاہئے۔ ورنہ یہ حقیقت کی بجائے فریب ہوگا۔ آدمی تو ایک طرف کسی بُری چیز کو بھی اچھا نام دینے سے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جس کا ثبوت ہمیں مندرجہ ذیل حدیث سے ملتا ہے۔

انگور کو " کرم "(سخاوت) مت کہو بلکہ " حبلہ "(انگور کے درخت کی چھڑی) یا عنب (انگور) کہو۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اہلِ عرب جاہلیت میں شراب پی کر جوا کھیلتے اور جیتا ہوا مال غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اس لیے انگور کو " کرم " (سخاوت) کہتے۔ لیکن رسول ﷺ نے ایک اچھے اسمِ صفت (کرم: سخاوت) کو بُرائی پر منطبق کرنے سے عملاً بھی منع فرمایا اور لفظاً بھی۔

لقب کی مندرجہ بالا خصوصیات کے پیشِ نظر ہمارے گردو پیش کئی لقب محلِ نظر ہیں۔ مثلاً......

مادرِ ملت: ملت سے مراد پوری امتِ مسلمہ ہے گویا (امت مسلمہ کی ماں) اور یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ پوری امتِ مسلمہ کی ماں کا اعزاز ھاجرہ علیہا السلام کے لیے ہے یا اُمّھات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لیے۔ جن کے بارے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

" اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ و اَزْوَاجُه' اُمَّھَا تُھُمْ " (سورہ احزاب: ۵)" نبی ﷺ مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور نبی ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

ان کے علاوہ جو بھی یہ گستاخانہ حرکت کرے گا وہ یقیناً غلط کار ہوگا۔

خاتونِ اوّل: آج کل ہر وزیرِ اعظم یا صدر کی بیگم کو خاتونِ اوّل کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام میں خاتونِ اوّل کا اعزاز صرف ایک ہی طاہرہ و کبریٰ خاتون کو حاصل ہے۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اسلام لانے میں ہر ایک سے سبقت لے گئیں۔

قائدِ ملت: (امتِ مسلمہ کا متفقہ قائد) اگر مراد ہمیشہ کے لیے ہو تو یہ لقب سوائے نبی دو عالم ﷺ کے کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ اگر مراد دورِ رواں کے قائد سے ہو تو ایسی شخصیت اس لقب کی مستحق ہوگی۔ جو اتباعِ سنت میں سب سے آگے ہو تمام دنیا اسے جانتی اور متبع

سنت مانتی ہو۔

شریعت اللہ: (اللہ کا قانون حلال وحرام کا صحیفہ) شریعت اللہ صرف احکامِ قرآن ہیں۔ بالفاظِ دیگر خود قرآنِ کریم شریعت اللہ ہے۔ اپنے آپ کو شریعت اللہ کہنے کی جسارت کرنے والے سوچ لیں کہ وہ یہ لفظ اختیار کر کے کتنا بڑا اقدم اُٹھا رہے ہیں۔

روح اللہ: یہ لقب صرف عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مختص ہے۔ اپنے آپ کو روح اللہ کہنے والا اپنے آپ کو سچ مچ مسیحِ موعود تو نہیں سمجھتا؟

قبلہ وکعبہ: قبلہ وہ مقدس جگہ ہے جدھر رُخ کر کے دنیا کا ہر مسلمان نماز ادا کرتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جسے بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کا کوئی متبادل ہے نہ ہوگا۔ لٰہذا کسی دوسرے شخص کو قبلہ وکعبہ کہنا یا لکھنا نہیں چاہئے۔ اسی طرح شہنشاہِ معظم ___ بندہ نواز ___ بندہ پرور ___ اکبرِ اعظم ___ اعلیٰ جیسے الفاظ شرک پر مشتمل ہیں۔ ان کے استعمال سے ضرور بچنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے لقب یافتہ افراد:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حقیقی صفت شناس ہے، اسے خوب علم ہے کہ کون کس اعزاز کا مستحق ہے۔ لٰہذا اللہ تعالیٰ کے القاب یافتہ افراد اپنی متعلقہ صفات میں یکتا تھے۔ آیئے ! دیکھیں اللہ جل شانہٗ نے کن افراد کو کیسے کیسے القابات سے نوازا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے۔

- آدم علیہ السلام کو " خلیفہ " (جانشین، قائم مقام، نائب) کا لقب دیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ارضی خلافت کا منصب عطا فرمایا جو ان کی اولاد میں منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔
- نوح علیہ السلام کو " نَذِیْرٌ مُّبِیْن " کھلم کھلا ڈرانے والا۔
- ادریس علیہ السلام کو " صِدِّیقًا نَّبِیًّا " (سچا نبی)۔

o ھود علیہ السلام کو " نَاصِح" اَمِیْن" (خیر خواہ، نصیحت کرنے والا، امانت دار)۔

o صالح علیہ السلام کو " رَسُوْل" اَمِیْن " (امانت دار رسول)۔

o ابراہیم علیہ السلام کو " قَانِت " (فرائض ادا کرنے والا، اطاعت کرنے والا، خاموش کھڑا ہونے والا) حنیفاً (ایک طرف ہونے والا، گمراہی سے ہدایت کی طرف آنے والا) مُسْلِماً (فرماں بردار) " صِدِّیق " (سچا) " حَلِیم " (جوشِ غضب سے نفس اور طبیعت کو روکنے والا) " اَوَّاہ " (بہت زیادہ دعا کرنے والا، مومن، فقیہ، رحمدل، تسبیح کرنے والا، تلاوت کرنے والا، معلمِ خیر، وعدہ پورا کرنے والا، استغفار کرنے والا، شفیق، خضوع وخشوع کرنے والا) " منیب " (خلوص کے ساتھ توبہ کرنے والا، اللہ کی طرف رجوع کرنے والا)، خلیل (دلی دوست)۔

o اسماعیل علیہ السلام کو " حَلِیْم " جوشِ غضب سے نفس اور طبیعت کو روکنے والا، بردبار، مُتحَمِّل) " صَادِقُ الْوَعْد " (وعدے کا سچا) " مَرْضِیّاً " (پسند کیا ہوا، خوش کیا ہوا)۔

o اسحاق علیہ السلام کو " عَلِیْم " (دانا، جاننے والا)۔

o لوط علیہ السلام کو " رَسُوْل " اَمِیْن " (امانت دار رسول)۔

o یعقوب علیہ السلام کو " اِسْرَائِیل " (اللہ کا بندہ)۔

o ایوب علیہ السلام کو " اوّاب " (بہت رجوع کرنے والا، تنہائی میں اپنے گناہ یاد کرکے اللہ سے مغفرت طلب کرنے والا)

o یونس علیہ السلام کو " صَاحِبُ الْحُوْت " (مچھلی کا ساتھی)__ " ذُوالنُّون " (مچھلی والا)

o یحیٰی علیہ السلام " سیـــــــداً " (حلیم، عالم، فقیہ، شریف، پرہیزگار) "

حصوراً " (ہر قسم کی معصیت سے معصوم، اللہ کے نزدیک جن امور سے رکنا ضروری ہے ان سے رکنے والا) ۔" تَقِیاً " (متقی)۔

o مریم کے لیے " صَدِّیقَه " (انتہائی سچی اور پاکباز خاتون)۔

o عیسیٰ علیہ السلام کے لیے " اَلْمَسِیْح "(صدیق، جس کے تلوے گہرے ہوں، جو مریض پر ہاتھ پھیرے تو وہ تندرست ہو جائے، خوبصورت)"کَلِمَةُ اللّٰه"(اللہ کا کلمہ)۔

o جبرائیل علیہ السلام کو " رُوْحُ الْقُدُس " (پاکیزہ روح) اور " رُوْحُ الْاَمِیْن" (امانت دار)۔

ان تمام معزز افراد نے اپنے اپنے لقب کے اعزاز کو جس طرح برقرار رکھا اس پر قرآن پاک کی مہرِ تصدیق ثبت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب قرآن میں:

آیئے دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی صفات کے مظہرِ جمیل رسول اللہ ﷺ کو کن القابات سے نوازا۔

اَلرَّسُوْل: اللہ کے احکامات کو انسانوں تک قول و عمل کی یگانگت کے ساتھ پیش فرمانے والے۔ جن کے لیے خود ابراہیم علیہ السلام نے ارتفاعِ کعبہ کے وقت دعا کی۔

(سورہ بقرہ۔۲۱)

رسول وہ عظیم ہستی جو اپنے قول و عمل سے کسی کام کے صدور کا اظہار فرمادے۔ تو اس کو اخذ کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ اگر اپنے وقوف و تحریک کے ساتھ کسی کام کے ظہور سے رک جائے تو اس سے رک جانا ہر مسلمان کے دعوائے اسلام کا ثبوت ہے۔

o النّبی: (اللہ تعالیٰ کے احکام کی خبر دینے والا) صفتِ معرفہ۔ جو دنیا کے اس پار ہی نہیں اُس پار کو بھی جانتا ہے۔ اسی لیے تو انسانوں کو " بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ " کے انجام

سے آگاہ کرتا ہے۔

o اُمّی: (جو نہ لکھ سکے نہ پڑھ سکے) اسکول، کالج، مکتب کی تعلیم سے قطعاً ناآشنا۔ لیکن " اِلٰہیات "سیاسیات، معاشیات، نفسیات، عمرانیات، نسائیات کا سب سے عظیم معلم وحکیم۔

o مُبَشِّراً: (اسمِ فاعل، خوشخبری دینے والا) مومن اور صالح افراد کو ان کے حسنِ کردار و عمل کے جواب میں "رِضْوَان" مِنَ اللّٰه کی خوشخبری دینے والا۔

o نَذِیر: (ڈرانے والا) ہر انسان کو بُرے اعمال کے نتیجے سے ڈرانے والا۔

o بَشِیر: (بشارت دینے والا) بروزن فعیل بمعنی فاعل " اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰت " کو حزن وخوف سے آزادی کی بشارت دینے والا۔

o مُبِیْن: (ظاہر، ظاہر کرنے والا) اللہ خالق الرحمٰن کی قائم کردہ حدودِ حلت وحرمت کو بنی نوعِ آدم پر ظاہر فرمانے والے۔

o کَافَّةً لِّلنَّاس: (تمام لوگوں کے لیے کافی) وہ جامع شخصیت جس کی کتاب، تعلیم اور حکمت کا دائرہ ہر خطے، ہر فرد، ہر وقت اور ہر کام پر رہبری کے لیے کافی ہے۔

o عبد: (بندہ) ایسا عبدِ خاص جس نے " وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْن " کے مطابق عبدیت کی معراج کا ممتاز مقام حاصل کیا۔

o صَاحِب: (بکثرت ساتھ رہنے والا) اپنے اہلِ وطن کا ایسا صاحب، ایسا ساتھی، جس کی قبل از وقت نبوت چالیس سالہ زندگی کی شفاف ومنزہ عمل کو اللہ تعالیٰ نے بطور چیلنج ان کے اہلِ شہر کے سامنے پیش فرمایا۔

o شاہد: (بتانے والا، حاضر ہونے والا) اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر خصوصاً جنت ودوزخ اور اس کی کیفیات کو آنکھوں دیکھ کر دوسروں کو بتانے والا۔

o خاتم النبیین: (مہر نبیوں پر، تمام نبیوں کو ختم کرنے والا) ایسا آخری نبی جس کے بعد روح الامین کسی بھی قلب پر پیغامِ الٰہی لے کر نازل نہیں ہوگا۔

o دَاعِیاً: (دعوت دینے والا، پکارنے والا) ایسا داعی جو اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے پر فائز ہے۔ جس کی دعوت سلامتی و امن کی ضمانت ہے۔

o سِرَاجاً منیرا: (روشن آفتاب) ایسا آفتابِ ھدایت جو ہمیشہ نصف النہار پر رہے گا۔ اور کرۂ ارض کے مشرق و مغرب، " قطبین و وسطین " سب کو یکساں نورِ ھدایت دیتا رہے گا۔

o رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن: (ایسی مہربانی جو رقت، فضل، احسان، اور محبت پر محیط ہو جس کا ظہور تمام جہانوں کے لیے ہو) جس کی رحمت سے دوست، دشمن، انسان، حیوان، جانور اور جمادات تک مستفیض ہوں۔

o مُزَّمِّل: (کپڑے میں لپٹنے والا) ایسی وحی یافتہ شخصیت جس نے پہلی وحی کے بعد اپنی مونس و فداکار بیوی سے فرمایا۔ " زَمِّلُوْنِیْ، زَمِّلُوْنِیْ، مجھے کمبل اوڑھادو، مجھے کمبل اوڑھادو "

o مدثر: وہ شخصیت جس کو اللہ تعالیٰ نے لباسِ عمل، لباسِ قول اور لباسِ جسم کو مطہر رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے عشیرہ (خاندان) اور قوم کو بھی اس میں شامل کرنے کی ھدایت فرمائیں۔

o روف و رحیم: (رافت و نرمی والا، رحم کرنے والا) جس کی شفقت اور رحم سے لونڈی، غلام، یتیم، بیوہ، بچے، بوڑھے، خواتین، مزدور، مسکین ___ اقصائے عالم میں پہلی بار قلبی اطمینان اور روحانی تسکین کی لذت سے آشنا ہوئے۔

o بَشَر: (آدمی)۔

نبی کریم ﷺ کو انسانوں کی طرف سے عطا کردہ القاب:

آیئے دیکھیں دنیا کی معروف سچائی کے داعیانِ مقدس، انبیاء علیہم السلام نے صاحب خلقِ عظیم رسول ﷺ کو کن القابات سے یاد کیا۔ وہ انبیاء جن سے رسولِ صادق و مصدق کی نصرت و تائید کا اقرار لینے کے لیے میثاق کا انعقاد عمل میں آیا۔ وہ عظیم القدر ہستیاں جو اپنی اپنی قوم کو اس " آنے والے " کی بشارت دیتی رہیں۔ اور اپنی امتوں سے اس " رسول " ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیتی رہیں۔

○ **النبی الصَّالِح، اَخِی الصَّالِح** (نیک خو نبی، نیک خو بھائی) شبِ معراج رسول ﷺ کو سلام کا جواب دیتے ہوئے تمام نبیوں نے کہا!

مَرْحَبًا یَا نَبِیَ الصَّالح ، یَا اَخِی الصَّالح (صحیح بخاری)

○ **احمد:** عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو رسول ﷺ کی آمد کی بشارت سناتے ہوئے کہا!

" **وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ** "

" اور ایک رسول جو میرے بعد آئیں گے۔ ان کی بشارت دیتا ہوں جن کا نام احمد ہوگا "

○ **فارقلیط:** (سُریانی زبان کا لفظ مطلب نجات دہندہ) عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے امتیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

" تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میری وصیتوں کو یاد رکھو اور میں باپ سے تمہارے لیے طلب کروں گا۔ وہ تمہیں دوسرا فارقلیط عطا فرمائے گا جو قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گا۔" (دیکھئے انجیل، یوحنا۔ باب ۱۴ آیت ۱۵، ۱۶ مطبوعہ لندن ۱۸۴۱) اس لقب کی معنوی تائید قرآنِ پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

" اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ. " (اعراف ۱۵۶)

" وہ رسول جو نبی امی ہیں ان کی پیروی کرتے ہیں جن کو وہ تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں، برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں، ان کے بوجھ اتارتے ہیں اور طوق جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے وہ اتارتے ہیں۔ "

O **صدیق وامین:** کسی انسان کے کردار کی پاکیزگی کا سب سے بڑا ثبوت وہ گلیاں، محلے، اور ان میں بسنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جن میں انسان اپنے بچپن اور جوانی کی منازل طے کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ، عفت مآب، صدق آموز، دیانت آمیز، موفِ عہد، رحم پرور، خیراندیش، لڑکپن اور جوانی نے انتہائی متعفن، کردارکش، حیافروش، اور بدی پذیر معاشرے سے صدیق اور امین کا خطاب حاصل کیا۔ تاکہ چالیس سالہ زندگی کے اس درخشاں دور کے بعد منصبِ رسالت کی تصدیق کا مرحلہ آسان ہو۔ رسمِ تکذیب پُرنفرت کی مہر لگے اور دلوں کی ہٹ دھرمی کا خبثِ باطن عیاں ہو اور مسلم والدین کے لیے اپنی اولاد کو انہی اوصاف سے سجانے کی دعوت بنے۔ چنانچہ حجرِ اسود کے نصب کے وقت ساری قوم نے آپ ﷺ کو دیکھ کر بالاتفاق کہا تھا۔ " هٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِینَا بِهٖ "

" یہ امین ہے ہم اس پر راضی ہیں " (رحمۃ للعالمین، از مولٰنا سلمان منصور پوری)

مشہور عرب شاعر ظبیان بن کدادالایادی کہتے ہیں۔

وَاَشْهَدُ بالبَيْتِ العتيق و بِا الصَّفَا شَهَادَةً مَنْ اِحْسَانَه مُتَقَبَّلُ

بِاَنَّکَ مَحْمُوْدَ لَدَیْنَا مُبَارَک" وَ فِی اَمِیْن صَادِق القولِ مُرْسَلُ

(اسد الغابہ جلد۳)

نبی کریم ﷺ کے اسمائے صفت آپ کی اپنی زبانِ مبارک سے:

o محمد ___ احمد ___ ماحی ___ حاشر ___ عاقب ___ (ﷺ)۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا " میں محمد ہوں ' ' احمد ہوں ' ' ماحی ہوں " یعنی میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ حاشر ہوں یعنی سب لوگ قیامت کے دن میرے قدموں پر جمع کئے جائے گے۔ اور عاقب ہوں (اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو)۔ (متفق علیہ:)

o مقفٰے ___ نبی التوبہ ___ نبی الرحمہ۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ہم سے اپنے کئی نام بیان فرمائے۔ فرمایا، میں محمد، احمد، مقفٰے، (معزز و مکرم) حاشر (جس کے قدموں پر قیامت کے دن سب کو جمع کئے جائیں گے) نبی التوبہ (توبہ والا نبی) اور نبی الرحمۃ (رحمت والا نبی) ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل اسماء النبی ﷺ)

o قاسم: (مالِ غنیمت تقسیم کرنے والا) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا۔ نہ میں تمہیں کچھ دیتا ہوں، اور نہ ہی تم سے کچھ روکتا ہوں۔ میں تو صرف قاسم یعنی تقسیم کرنے والا ہوں، جہاں مجھے حکم ہوتا ہے وہاں صرف کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری)

o قائد: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ " قیامت کے دن جب لوگ گھبرا جائیں گے۔ میں ان کا قائد یعنی راہنمائی کرنے والا ہوں

گا۔ (ترمذی شریف)

○ سید: (پرہیزگار، دین و دنیا میں سب کا سردار) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

" میں اولادِ آدم کا سید ہوں قیامت کے دن، اور یہ فخر کی بات نہیں۔(سنن ترمذی)

○ سابق العرب: (عرب بھر میں سبقت کرنے والا) رسول ﷺ نے فرمایا" میں سابق العرب ہوں۔ سلمان سَابِقُ الْفَارِس، بلال سَابِقُ الْحبشه اور صهیب سَابِقُ الرُّوم ہیں۔ (المستدرک حاکم)

○ اللّبِنه: (آخری اینٹ) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔" میری اور اگلے نبیوں کی مثال ایسی ہے، کہ ایک آدمی مکان بنائے، اس کو خوب صورت اور عمدہ تیار کرے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ پھر لوگ آ کر اس گھر میں گھوم کر تعجب کریں اور کہیں کہ یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی "پھر فرمایا۔

" فَاَنَا اللّبنهَ وَ اَنَا خَاتَمَ النَّبِیّیْن " (صحیح بخاری، جلد اوّل)

" میں وہی آخری اینٹ ہوں اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں "

غرض یہ تمام القابِ رسول ﷺ اور سیرتِ رسول ﷺ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہر کافر، مسلم بلکہ سخت ترین دشمن تک اعتراف کرتا ہے کہ آپ کا خلقِ عظیم ان القابات کا یقیناً محافظ تھا اور مستحق تھا اور قیامت تک آپ کا منصب رسالت ان القابات کی صداقت کا پاسباں رہے گا۔

نبی کریم ﷺ کی طرف سے عطا کردہ القابات صحابہ کرام:

معلمِ کتاب وحکمت، ہادئ تہذیب اسلام ﷺ نے اپنے صحابہ کی تربیت و تعلیم جس طریق پر فرمائی۔ اس کی مثال تاریخِ انسانی میں نہ پہلے موجود تھی اور نہ بعد میں مل سکے گی۔ حکمت گاہِ وحی سے فیضیاب ہونے کے بعد اصحاب نے اپنے اعمال سے ابنِ آدم کی تاریخ میں فلاح و سعادت اور ارتفاعِ کردار کے وہ مینار روشن کیے۔ جن کی ضو سے تا قیامت تمام عالم روشن رہے گا۔ آیئے دیکھیں کن اصحاب کو بارگاہِ رسالت سے تمغۂ حسنِ لقب ملا۔

○ عتیق: ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ___ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک روز ابوبکر تشریف لائے تو رسول ﷺ نے انہیں خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا!

" مبارک ہو اللہ نے تمہیں آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ (جامع ترمذی) اور ساتھ ہی عتیق لقب سے نوازا

○ امین الامت: ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نجران کا ایک وفد آیا۔ اس نے جاتے ہوئے عرض کیا۔ ہمارے ساتھ ایک آدمی بھیجیے جو امانت دار ہو۔

فرمایا! " میں ایسا آدمی بھیجوں گا، جو سچ مچ امانت دار ہو "

ایک صحابی دعا مانگنے لگا وہ آدمی کاش میں ہی ہوں۔ رسول ﷺ نے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

" اٹھ کھڑا ہو اے ابوعبیدہ! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے۔ اور ہمارا امین ابوعبیدہ بن الجراح ؓ ہے " (شیخین)

○ حواریِ رسول زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ہر امت کا ایک حواری ہوتا ہے۔ اور

میرا حواری زبیر بن العوام ہے۔ (صحیحین)

0 طیب مطیب: عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ ایک دفعہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ فرمایا۔

"اجازت دو طیب (پاک) کو، مطیب (پاک کیے گئے) کو۔ (مسلم)

0 سید الشہدا اسد اللہ و رسولہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: رحمتِ دو عالم ﷺ کے چچا، انتہائی شجاع و دلیر ــــ غزوۂ احد میں بے حد شجاعت سے کفار کے سر قلم کئے ــــ حبشی نامی غلام نے ابوسفیان کی بیوی ہندہ کے لالچ دینے پر شہید کیا۔ یہ منصب عظیم عطا ہونے پر سید الشہدا اسد اللہ و رسولہ کا خطاب بارگاہِ رسالت سے ملا۔

(از رحمتہ للعالمین، مولنا سلمان منصور پوری)

0 سید المؤذنین بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ: قدیم الاسلام، غلام تھے اور آقا امیہ بن خلف انتہائی بے دردی سے گرم کوئلوں پر لٹاتا۔ پتھر مارتا اور ایک اللہ کی عبادت سے انکار کرانے کے لیے اذیتیں دیتا۔ لیکن یہ کہتے۔ احد ــــ احد ــــ اللہ ایک ہے ــــ اللہ ایک ہے۔ آخر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ ہجرتِ مدینہ فرمائی۔ اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ ھادیٔ دینِ متین ﷺ کی غلامی کے لیے وقف کر دیا۔ مسجدِ نبوی، مسجدِ الحرام اور مسجدِ اقصیٰ تینوں افضل مساجد میں سے سب سے پہلے اذان کہنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا۔ مسجدِ نبوی کے مستقل مؤذن تھے۔ بارگاہِ رسالت سے یوں خطاب ملا۔

"البلالُ نِعْمَ الْمَرءِ وَسَیِّدِ الموذنین"

"بلال سب سے اچھا آدمی اور مؤذنوں کا سردار ہے" (رحمتہ للعالمین)

0 صدیق: ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ایمان لانے والے، اپنے مال جان اور

کنبے کے ساتھ اسلام کی اشاعت کرنے والے۔ ہجرت کے جاں گداز و پر خطر سفر کے رفیق۔ (خلیفۂ اوّل)

ایک روز ابوبکر، عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خود رسول ﷺ اُحد کے پہاڑ پر تھے۔ پہاڑ کو زلزلہ آ گیا۔ رسول ﷺ نے پہاڑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔
" احد ٹھہر جا، اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق، دو شہید موجود ہیں۔ (صحیح بخاری)

o سابق الروم: صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اکرم ﷺ نے یہ لقب اس لیے عطا فرمایا کہ یہ رومی اقوام میں سے سب سے پہلے اسلام لائے۔ (مستدرک حاکم)

o سابق الفارس: سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیونکہ فارسی قوم میں سے اسلام میں سبقت حاصل کی۔ اس لیے بارگاہِ رسالت سے اس لقب کے مستحق ٹھہرے۔

o سابق الحبشہ: بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حبشی قوم میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ لہٰذا بارگاہِ رسالت سے یہ لقب ملا۔ (مستدرک حاکم)

o ذوالبجادین عبداللہ بن سہم المزنی: یہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن ان کی قوم انہیں سخت تنگ کرتی۔ آخر کار مدینہ منورہ ہجرت کی۔ قوم نے آپ کا پورا لباس تک اتروا لیا۔ آخر ایک موٹی کھردری چادر میں مدینہ منورہ آئے۔ نبی اکرم ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے تو وہ چادر بھی پھٹ گئی۔ انہوں نے اسے پورا پھاڑ کر دو حصے کر کے ایک ٹکڑا تہ بند کے طور پر پہن لیا۔ دوسرا اُوپر اوڑھ لیا۔ اس بنا پر ﷺ نے انہیں ذوالبجادین کا خطاب عطا فرمایا۔ (از نبی رحمت مولنا ابوالحسن علی ندوی)۔

o رفیق: عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے اوّلین قافلے کے ایک فرد — مہاجر حبشہ نبی اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیوں کا شرف تزوّج حاصل کرنے والے، حیا و فضل کا پیکر، انفاقِ عفو کا بہترین نمونہ، بیعتِ رضوان کا موجب حقیقی۔

طلحہ بن عبید اللہ روایت کرتے ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا۔

"ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق جنت میں عثمان ہوں گے"

(جامع ترمذی)

O سید الانصار ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: سید الانصار کا لقب نبی اکرم ﷺ سے ___ سید المسلمین کا لقب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور سید القرا کا لقب بالاتفاق تمام صحابہ سے ملا۔

O مقترب: اسود بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں میں رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا!" میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ کا قرب حاصل کرنے کے لیے " فرمایا! " اچھا تم مقترب (قریب آنے والے) ہو" (اسد الغابہ)

O ذوالشہادتین: خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ آپ ﷺ اس اعرابی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ اسے قیمت ادا کر دیں۔ آپ ﷺ آگے نکل گئے۔ اعرابی پیچھے رہ گیا۔ اعرابی کو راہ میں کچھ اور آدمی مل گئے اور اونٹ کا سودا کرنے لگے۔ اعرابی نے نبی کریم ﷺ کو آواز دے کر کہا، خریدنا ہے تو خریدو، ورنہ میں ان کے ہاتھ فروخت کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا" تم تو بات پکی کر چکے ہو " وہ نہ مانا اور گواہی طلب کی۔ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " تم نے بغیر موجودگی کے کیسے گواہی دی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا " آپ کی تصدیق کی بنیاد پر "اس پر رسول ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالشہادتین (دو گواہوں کے برابر) کا لقب عطا فرمایا۔ (بحوالہ سنن ابی داؤد)

O زاہر بن یزید: سفید کپڑے پہن کر حاضر ہوئے۔ کپڑوں کی مناسبت سے آپ

ﷺ نے ان کا زاہر (چمکدار رنگ والا) نام رکھا (اسد الغابہ جلد)

o بصیر: (دیکھنے والا) عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنکھوں سے نابینا تھے۔ مدینہ منورہ کی عصما بنتِ مروان نامی عورت رسول ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی۔ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گزرتی۔ ایک رات چپکے سے اس کے گھر پہنچے۔ ٹٹول ٹٹول کر اس کے بستر تک پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔ صبح مسجدِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ نماز نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں ادا کی۔ قتل کے واقعہ کی خبر رسول ﷺ کو ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا! ہاں میں نے اس کا قتل کر دیا۔ کیا اس کے بارے میرے ذمے کچھ ہے۔ یعنی (دیت یا کوئی اور سزا)۔ حضور ﷺ نے فرمایا! "نہیں"۔ اس وقت حب رسول ﷺ اور ناموسِ رسالت کے فداکار کو رسول ﷺ نے عمیر بصیر کا لقب عطا فرمایا۔ (طبقات ابنِ سعد)

o سفینہ: ابوعبدالرحمٰن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام، جو اس شرط پر آزاد کئے گئے کہ تمام حیات رسول ﷺ کی غلامی میں بسر کریں گے۔ یہ دس سال تک رسول ﷺ کی خدمت بجا لاتے رہے۔ سعید بن جہنان کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا، تمہارا نام سفینہ کیسے ہوا۔ جواب میں کہنے لگے۔ " ہوا یوں کہ ایک بار صحابہ کی جماعت کے ہمراہ رسول ﷺ سفر پر جا رہے تھے۔ تمام صحابہ اپنا اپنا سامان اٹھانے میں دشواری محسوس کر رہے تھے۔ مجھے رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا"۔ " اپنی چادر بچھاؤ " میں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کا سامان میری چادر میں رکھا، اس کا گٹھڑ باندھا اور فرمایا۔ "سامان لے کر چلو " تم سفینہ (جہاز) ہو"۔ اگر اس دن مجھ پر دس اونٹوں کا سامان بھی لاد دیا جاتا تو مجھے گراں محسوس نہ ہوتا۔ (اسماء الرجال۔ مشکوٰۃ المصابیح)

الحاصل یہ القاب اس محترم و معزز شخصیت نے ان اصحاب کو عطا فرمائے جو ترجمانِ الٰہ

العالمین ہے لہٰذا اپنے اوصاف میں یہ القاب یکتا و یگانہ ہیں، اور رہیں گے۔

ظاہری لباس، پیشے یا جنس کی نسبت سے لقب:

بشیر بن معبود المعروف ابنِ الخصاصیہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول ﷺ کے ہمراہ پیدل چل رہا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو قبروں کے درمیان جوتے پہنے چل رہا تھا __ آپ ﷺ نے فرمایا۔ " اے سبتی جوتے پہننے والے شخص اپنے جوتے اتار دے " (علامہ نووی کے مطابق اسناد حسن ہیں۔ اذکار للنووی)

غازی عزیز اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا نام معلوم نہ ہو اسے اس کے کسی ظاہری احوال __ لباس __ پیشے یا جنس کی نسبت سے پکارا جا سکتا ہے۔ مثلاً اے بہن __ اے بھائی __ اے جناب __ اے بڑی بی __ اے صاحب __ اے تاجر __ اے شیخ __ اے آدم کے بیٹے __ اے حوا کی بیٹی __ اے سائیکل سوار __ اے ڈاکٹر __ اے رکشہ والے __ اے فلاں رنگ کے لباس، جوتے یا ٹوپی والے، معزز حاضرین، مؤقر سامعین __ اے بھائیو __ اے دوستو __ اے بہنو __ وغیرہ۔

قبائلی نام

نبی رحمت ﷺ نے صرف ذاتی نام یا خطابات ہی کو حسن عطا نہیں فرمایا۔ بلکہ قبائلی ناموں کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ اور معاشرے میں جس قبیلے کا نام بھی کسی ذم کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ اسے تبدیل فرما کر خوبصورت مفہوم پر مشتمل نام عطا کیا۔ مثلاً

- ایک قبیلہ کا نام " بنوالزینہ "(زنا کاری اولاد) تھا۔ رسول ﷺ نے اسے " بنو راشد " نام عطا کیا۔
- ایک قبیلہ کا نام " بنومغویہ "(گمراہ کی گئی کی اولاد) تھا۔ اسے " بنورُشدہ " (نیکی پائی جانے والے کی اولاد) کا نام عطا فرمایا۔
- ایک قبیلہ " مخالفہ "(مخالفت کرنے والے) کہلاتا تھا۔ رسول ﷺ نے اسے " راشدہ " (نیکی کرنے والے) نام سے تبدیل فرمادیا۔ اس قبیلے سے مشہور بدری صحابی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق تھا۔ (طبقات ابنِ سعد طبقہ مہاجرین)
- ایک قبیلہ "بنوصما" (بہری کی اولاد) کہلاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا متبادل نام "بنوسمیعہ" (سننے والے کی اولاد) نام عطا فرمایا۔ (طبقات، جلد ۷۔ ذکرہ عبدالرحمٰن بن شبل)

قبائلی ناموں پر رسول ﷺ کی کی ہوئی تبدیلیاں ہمیں احساس دلاتی ہیں کہ اپنے کنبے، اپنی برادری، اپنے گھر کے نام کو اچھے مفہوم پر مشتمل الفاظ سے زیب و زینت دیں اور اگر کہیں بُرے مفہوم کے حامل نام ہیں تو انہیں فی الفور تبدیل کردیں۔

علامتی نام

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بعض خصوصیات یا پیشے کی بنا پر بعض لوگوں یا جماعتوں کے نام عوام میں مشہور ہو جاتے ہیں۔ ایسے تمام علامتی ناموں میں جو جو بھی نام کسی ناپسندیدہ مفہوم کی نمائندگی کرتے تھے۔ رسول ﷺ نے انہیں ختم کر کے انہیں اچھا نام عطا کیا۔ مثلاً

○ قیس بن ابی عذرہ کہتے ہیں۔ ہم ہجرت سے پہلے سوداگری کرنے والوں کو " سماسرہ " (دلال) جو ایرانی لفظ ہے، کہا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ بازار تشریف لائے۔ اور ہمارا ایسا نام رکھا، جو پہلے سے بہت بہتر تھا۔ فرمایا!

اے گروہِ تاجر! خرید و فروخت میں اکثر لغو باتوں سے واسطہ رہتا ہے۔ اس لیے بیع کو صدقہ سے ملا دیا کرو۔ یعنی صدقہ دیا کرو۔ (اصحابِ سنن بحوالہ تیسیر الوصول)

یوں پیشے کی نوعیت کے اعتبار سے نام تجویز فرمایا۔ جس میں خود تجارت کرنے والوں کی عزتِ نفس کا پاس بھی موجود تھا۔ صرف یہی نہیں، پارسی قوم کی تجویز کردہ اس علامت کو اپنا نام " تاجر " (تجارت کرنے والا) عطا فرمایا۔

قیس بن ابی عذرہ ہی کا کہنا ہے کہ ہمارا قبیلہ " اَحْمَسُ اللّٰہ " (اللہ کے بہادر) کے نام سے مشہور تھا۔ اس قبیلہ کے تقریباً اڑھائی سو افراد رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ " تم کون ہو "؟ ہم نے عرض کیا۔

" اَحْمَسُ اللّٰہ " (اللہ کے بہادر) فرمایا "تمہیں تم اَحْمَسُ لِلّٰہ " (اللہ کے لیے بہادر) ہو۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳)

○ " سَمُرَةُ بِنْ جُنْدُبْ " رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ رسول ﷺ نے ہمارا نام " خَیْلُ اللّٰہ " (اللہ کا لشکر) رکھا۔ اور جب ہم گھبراتے تو رسول ﷺ ہمیں اکٹھا ہونے کا حکم فرماتے اور جب ہم جہاد کرتے تو ہم کو صبر و تحمل کی تلقین فرماتے۔ (مسند ابی داؤد)

مسلمان: وہ ہے جو اپنی سوچ، فکر، عقل، ایمان، یقین، علم اور عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پسند کے حوالے کر دے۔

مومن: جو اللہ واحد و شاہد کی معبودیت اور محمد ﷺ کی رسالت سے اپنے عمل کی گواہی دے۔ یہی وہ نام ہیں۔ جو ابراہیم علیہ السلام نے ارتفاع بنائے کعبہ کے وقت اپنی آنے والی موحد نسلوں کے لیے فرمایا۔

" مِلَّةَ اَبِيْكُمْ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ " (الحج ۷۸)

" تمہارے لیے تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا"

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے امتِ مسلمہ کو اس کا احساس یوں بھی دلایا ہے۔

" مومنو! اللہ کا بول بولو جس نے تمہارا نام مومن اور مسلمان رکھا "

یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ نام " مسلم " اور " مومن " کے بعد کوئی اور نام اختیار کرنا ہمارے لیے باعثِ تفرقہ و انتشار ہے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی کھلم کھلا حکم عدولی ہے۔ آج ہم نے اپنے لیے مسلکاً کئی نام وضع کر لیے ہیں اور اسی وجہ سے زبوں حالی کا شکار ہیں۔ کاش ہم جان لیں کہ ہمارے سکون، ہمارے اتحاد، ہمارے عروج کی کلید اسی نام، اور اسی نام کے مفہوم تلے پرورش پانے والے اعمال میں ہے۔

علامتی ناموں کی ایک اور قسم شعار:

علامتی ناموں کی ایک قسم شعار کہلاتی ہے۔ عربی میں اس کا مطلب ہے۔ (بدن سے لگنے والا کپڑا) لیکن جب یہ کسی قوم سے وابستہ ہو تو اس کا مفہوم ہے۔ " قوم کو پکارنے کے لیے خاص علامت اختیار کرنا " طبقات ابن سعد میں رسول اکرم ﷺ سے شعار یافتہ (علامتی نام پانے والے) چند قبائل کا نام ملتا ہے۔ مثلاً

- جنگِ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ خزرج کا شعار " یا بنی عبداللہ " (اے اللہ کے بندوں کے بیٹو) مقرر فرمایا۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم)۔
- غزوہ بدر ہی کے موقع پر مہاجرین کو " یا بنی عبدالرحمٰن " (اے رحمٰن کے بندوں کے بیٹو) کا شعار عطا کیا۔ (البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیر)
- قبیلہ اوس کا شعار غزوہ بدر پر " یا بنی عبیداللہ " مقرر کیا ___ از (البدایہ والنہایہ)
- بنی عبس کے نو افراد ___ وفد کی صورت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ ان پر طلحہ بن عبداللہ کو عشر وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ اور ان کا شعار " یا عشرہ " (اے دس آدمیوں کے گروہ) مقرر فرمایا۔

(طبقات ابن سعد، طبقہ وفود جلد سوم)

- وفدِ ازد رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مرحبا! تم لوگ صورت میں اچھے، ملاقات میں سچے، کلام میں پاکیزہ، امانت میں بڑے ہو، پھر ان کو...... برور (شبہ، جھوٹ، خیانت سے پاک) شعار عطا کیا۔ (طبقات جلد دوم)
- غزوہ احد پر مسلمانوں کا شعار ___ اَمِت، اَمِت ___ (ماردو ___ ماردو) ___ مقرر فرمایا۔ (سیرت ابنِ ہشام)

جگہ اور چیزوں کے ناموں کے بارے بنیادی تعلیم:

رحمتہ للعالمین ﷺ کی رحمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے وہ جگہ، یا چیز، جو بُرے نام سے جانی پہچانی جاتی تھی، اسے بھی اچھے مفہوم پر مشتمل پہچان بخشی۔ یوں اپنے عمل سے یہ سبق دیا کہ نام چاہے جگہ یا چیز کا ہی کیوں نہ ہو، اس میں حسنِ انتخاب ملحوظ رکھو۔ آپ ﷺ سے اسی نوعیت کے چند تبدیل شدہ ناموں کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

مدینۃ الرسول ﷺ: نبی کریم ﷺ کی ہجرت گاہ کا شرف حاصل کرنے سے پہلے یہ شہر " یثرب " کہلاتا تھا۔ جس کا مطلب ہے، اذیتوں کا مقام۔ یہ شہر توہمات اور وباؤں میں گرفتار تھا۔ کہتے ہیں ہر نو وارد اس شہر کی بیرونی حد " ثنیۃ الوداع " کے پاس کھڑے ہو کر تین بار گدھے کی آواز نکالتا اور شہر میں اس تصور کے ساتھ داخل ہوتا کہ وہ بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ ہو گیا ہے۔

- رسولِ رحمت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد یہ شہر مدینۃ الرسول ﷺ کہلایا۔ اس شہرِ مقدس کو اللہ تعالیٰ نے "ارض اللہ" (اللہ کی زمین) " حرمِ رسول "اور بیت رسول ﷺ کے نام سے بھی ذکر فرمایا ہے۔
- رسول ﷺ نے فرمایا یہ شہر " طَيْبَــــه " ہے۔ طَيِّبَہ ہے۔ یعنی معطر منزہ اور پسندیدہ شہر۔ (صحیح مسلم)
- اب یہ شہر یثرب (اذیتوں کا مقام) نہیں بلکہ سکون وسلامتی کا مرکز ہے۔
- اس کی مٹی کوڑھ کے لیے شفاء ہے۔ (مسلم)
- اس کی عجوہ کھجوریں زہر اور سحر کا تریاق ہیں۔ (مسلم)
- یہ وہ شہرِ مقدس ہے جس کے سینے کو رحمتہ للعالمین ﷺ کے جسمِ اطہر کا لمس تا بہ ابد حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (مسلم)

○ یہ وہ شہر مبارک ہے جس کی آغوش میں مسجد نبوی ﷺ ہے، وہ مسجد جس کا ایک حصہ جنت میں سے ہے۔ وہ مسجد جس میں ایک نماز جمعہ کا ثواب ہزار نماز جمعہ کے برابر ملتا ہے۔

حیرت ہے کہ ہمارے ادیب، شعراء اور واعظین اس شہر امن وسکون کو اب بھی "یثرب" (اذیتوں کا مقام) لکھتے اور بولتے ہیں۔

حالانکہ یہ فرمانِ رسول ﷺ کا کھلم کھلا انکار ہے۔ صرف یہی نہیں معنوی طور پر اس شہرِ حرم، شہرِ سلام، شہرِ محبوب، شہرِ طیبہ، شہرِ قرآن، شہرِ اسلام کو یثرب (اذیتوں کا مقام) کہنا ناانصافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں منافقین کی زبان سے اس شہر کا نام یثرب ذکر کیا ہے۔ آیت ۱۳ سورہ احزاب میں ہے۔

اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی ہے۔ اے اہلِ یثرب (یہاں) تمہارے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں، تو لوٹ چلو اور ایک گروہ رسول ﷺ سے اجازت مانگنے لگا، اور کہنے لگا۔ کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں، حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

لہٰذا منافقین کی ہمنوائی سے بچنا بھی ہمارے اسلام کی سلامتی کے لیے اشد ضروری ہے۔

○ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول ﷺ برے نام بدل دیا کرتے تھے۔ ایک زمین کا نام "عفرہ" یعنی بنجر تھا۔ آپ ﷺ نے اسے خضرہ (سرسبز) کا نام عطا فرمایا (ہیثمی کے مطابق اس کے رجال صحیح کے ہیں۔ مجمع الزوائد، بحوالہ تحفۃ الاسماء ص ۹۹)

رسول ﷺ ایک زمین عذرہ سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس کا نام خضرہ رکھا۔ ہیثمی کے مطابق اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ علامہ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔

(تحفۃ الاسماء ص ۱۰۰)

○ غزوہ ذی قرد کے موقع پر ایک کنویں کے نزدیک قیام فرمایا۔ دریافت فرمایا! اس کنویں کا نام کیا ہے۔ عرض کیا! " بیسان " (کھارہ پانی) فرمایا! نہیں۔" نعمان " (ٹھنڈا اور شیریں پانی) ہے۔ کنویں میں سے پانی نکالا گیا تو پانی ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ یوں زبانِ رسالت کی صداقت کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا۔

○ ایک جگہ کا نام " شعب ضلالت " (یعنی گمراہی کا راستہ) تھا۔ رسول ﷺ نے اسے شعب ھدیٰ (ھدایت کا راستہ) کا نام عطا فرمایا۔

○ " عشاء " (رات کی پہلی تہائی میں نماز کا وقت) کو دیہاتی لوگ "عتمہ " کہتے تھے۔ جس کا مطلب ہے، " اونٹنی کا دودھ دوہنے کا وقت " آپ نے مسلمانوں کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا!

" دیہاتی تمہاری نماز پر غالب نہ آجائیں یہ عشاء کو عتمہ کہتے ہیں۔ عشاء کا نام اللہ تعالیٰ نے عشاء رکھا ہے ' (صحیح مسلم)

نقابی نام

برائی اگر پوری طرح عیاں ہو کر سامنے آئے، تو اس کا کریہہ الصورت چہرہ بہت گھناؤنا ہوتا ہے۔ شیطان اسے اپنی تلبیس سے اسے اچھائی کے مختلف نقاب پہنا کر معاشرے میں متعارف کراتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر بُرے کام کرنے والے لوگ اپنی بُرائی کو اچھائی کا حوالہ بنانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں! کہ ہر ڈاکو یہ کہتا نظر آتا ہے۔ " امیر، وڈیرہ، سرمایہ دار' غریب کا خون چوس چوس کر دولت جمع کرتا ہے۔ غریب بے چارہ، جس کی محنت سے امیر کو یہ عیش حاصل ہوئی روز بروز غریب ہوتا جاتا ہے ۔ ہم امیروں سے لوٹتے ہیں۔ غریبوں کو ان کی محنت لوٹاتے ہیں۔ "

یوں معاشرے کا بہت بُرا فرد اپنی اچھائی کا حوالہ بیان کر دیتا ہے۔ لیکن دینِ اسلام اچھائی صرف اسے قرار دیتا ہے جو احسن طریقے سے نشو ونما پائے اور احسن طریقے سے اس کے برگ وثمر معاشرے کے کام آئیں۔

کئی بُرے لوگ شعوری یا لاشعوری طور پر اپنی بُرائی کو کسی پاکیزہ نام کا نقاب اوڑھا کر اپنے آپ کو پاکیزہ انسان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح اچھے مفہوم اور اچھی شہرت کا حامل نام بدانسانوں کی زد میں آ کر اپنے تشخص پر فریاد کناں نظر آتا ہے۔

تاریخِ انسانی میں سب سے پہلے نیک نام جو بُرے مقاصد کے لیے استعمال کیے گئے۔ وہ " یغوث ، یعوق، نسر، ود، اور سواع تھے۔ جو نوح علیہ السلام کے دور سے قبل

گزرے ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق " یغوث ، یعوق، نسر، ود، اورسواع " پانچوں نیک اور صالح انسان تھے۔ ان کی وفات کے بعد لوگ انہیں اکثر یاد کرتے۔ شیطان نے ان نیک ناموں کی تقدیس وعظمت لوگوں کے دلوں میں پیدا کی۔ بعدازاں انہیں مجسمہ کی صورت دینے کا چکمہ دیا اور غافل انسانوں نے مان لیا۔

ان مجسم صورتوں کو وہ لوگوں کے دلوں میں معبود کی صورت جمانے میں کامیاب ہو گیا۔ اوران لوگوں کے مجسموں کے ساتھ وہ سب کچھ ہونے لگا۔ جو صرف معبودِ حقیقی ہی کا حق ہے۔ صرف یہی نہیں __ صدیوں تک یہ بُت پوجا کا مرکز بنے رہے۔ یہاں تک کہ بعثتِ نبوی ﷺ کے وقت یہ بُت عرب کے مختلف قبائل میں پوجے جاتے تھے۔

(بحوالہ ابنِ کثیر فی التفسیر سورہ نوح)

ہر دور میں ہی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے نام اور قبر کے ساتھ یہی کچھ ہوتا آیا ہے۔ غور کریں تو آج بھی یہ بُرائی ہمارے معاشرے میں عام نظر آتی ہے۔ اچھے کام والے اور اچھے نام کیسے کیسے بُرائی کے لیے استعمال کیے جارہے ہیں۔ اس کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے۔

O یا محمد: ﷺ ایک ایسا مقدس، محترم نامِ گرامی جس کی محبت وعقیدت کا معیار اللہ تعالیٰ نے اس کی مکمل اتباع کو قرار دیا ہے۔ جسے اپنے اسماء والقاب کے بغیر لکھنا، بولنا اور پکارنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودی، منافق اور بے عقل لوگوں کا کام قرار دیا ہے۔ اسے ہمارے معاشرے کے لوگ بڑے دھڑلے سے طغروں کی صورت گھروں میں، دکانوں، کتابوں میں، نثر ونعت میں، بسوں اور ویگنوں میں آویزاں کئے ہوئے ہیں۔

O یارسول اللہ: یا محمد ﷺ کے علاوہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو وہی درجہ دیا جاتا ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ واحد کا حق ہے۔ آپ ﷺ کو ہمہ وقت، ہمہ جہت حاضر ماننے

کا عقیدہ شیطان نے اکثر دلوں میں جما دیا ہے۔

O یا علی مدد: اس نیک نام کے ساتھ بھی عوام کی اکثریت نے جو ظلم روا رکھے ہیں۔ ان کی تفصیل بہت کربناک ہے۔ اس نام کو اکثر الوہیت اور رسالت سے بھی اونچے مرتبہ کا حامل جانا جاتا ہے۔

O عزیر علیہ السّلام: قرآن پاک بتاتا ہے کہ یہ نیک نام یہودیوں کے ہاں ابن اللہ بنا دیا گیا۔

O عیسیٰ علیہ السّلام: علیہ السلام کو نصاریٰ نے ابن اللہ کا درجہ دیا۔

نمونے کے ان چند ناموں کے علاوہ عوام کی اکثریت نیک نام لوگوں کی تعظیم میں مبالغہ کرنے کے مرض میں گرفتار ہے۔ یا ان نیک شخصیات کو اتنا کم تر سمجھتی ہے کہ وہ پست کرداری کی علامت نظر آنے لگتے ہیں۔

اچھے ناموں کے لیبل کے ساتھ بُرائی کس طرح عام کی جا رہی ہے اس کا ایک اور انداز ملاحظہ فرمایئے۔

O حور: ایک افسانوی رسالے کا نام ہے۔ جس کا سرورق گندی اور ننگی خواتین سے سجایا جاتا ہے۔ اندرونی صفحات عریانی اور بے حیائی کا منہ بولتا اشتہار ہوتے ہیں۔ یوں وہ حور جو صرف جنت کی عفیفہ ہے، جسے کوئی انسان تو کیا کسی بھی مخلوق نے نہ دیکھا_نہ چھوا۔ اس نام کو گندگی کے الفاظ کے ساتھ دھڑا دھڑ فروخت کیا جا رہا ہے۔

O پاکیزہ ڈائجسٹ: یہ بھی مذکورہ قسم کا رسالہ ہے۔

O مکہ ویڈیو، مدینہ ویڈیو، علی فلمز، حق فلمز، شانِ مصطفیٰ پکچرز۔ اور ان کے علاوہ اور کئی نام گندی، فحش، مخرّب الاخلاق فلموں، ڈراموں اور کہانیوں کے لیے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ فقط اس پر بس نہیں جمعۃ المبارک اور عید الفطر کو انشاءاللہ شاندار

افتتاح۔ اور ہم مسلمان دعوائے عشق رکھتے ہوئے بھی ان نیک ناموں کی تذلیل کو نہ صرف گوارا کرتے ہیں بلکہ ان گستاخ اداروں کو سراہ کر اس بُرائی میں خود بھی عملاً شریک ہوتے ہیں۔

O من وسلویٰ مٹھائیاں:

یہ مٹھائیاں تیار کرنے والے ایک مرکزِ فروخت کا نام ہے۔ من وسلویٰ صرف ایک ہی تھا جو ایک ہی عرصہ میں، ایک ہی قوم بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ نہ اس کی کوئی مثل ہے نہ بدل۔ کیا اس کے علاوہ کوئی اور نام نہیں تھا، جو مٹھائی کے لیے چنا جاتا۔ اس قرآنی اصطلاح کو اتنی عمومیت دے دینا مسلمانوں کے ضمیر نے کیسے گوارا کرلیا؟

O عمرو عیار، عمرو کی زنبیل ___ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ ناموں کو بگاڑنے اور اس سے جناتی، تصوراتی اور غیر اخلاقی، کہانیاں منسوب کرنے کی جرأت کرنے والا یہ ادارہ خود مکتبۃ القریش کہلاتا ہے۔

بچوں کو بنیادی طور پر تصوراتی اور جناتی ادب سے متعارف کرانا ہی ان کے کچے ذہن کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔ کجا یہ کہ دینِ اسلام کی ایک ایسی شخصیت جس کے سائے سے اللہ کے رسول ﷺ نے شیطان کے بھاگنے کی خبر دی ہو، اسے خود شیطانی کام کرتے دکھایا جائے۔

ہمارے بے حس والدین قطعاً اس کو اہمیت نہیں دیتے۔ تبھی تو یہ کتابیں اکثر بچوں کے ہاتھوں میں نظر آتی ہیں۔

O قرآن عیار اور لشکر اسلام: ذوالفقار علی نامی ایک مصنف اپنے ایک ایسے ہی جادوئی ناول میں پیش کرتا ہے۔ جسے مکتبۃ القریش ہی نے شائع کیا ہے۔

O سلمانی انگوٹھی، سلمانی زنبیل: بچوں کی ایک ایسی ہی غیر حقیقی کہانیوں میں ایک نام جادو

جیسے کفر کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے۔ '' سلمانی انگوٹھی '' اور '' سلمانی زنبیل '' کیا کیا جادوئی کرشمے دکھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنے بڑے کذب سے پناہ دے۔ ہم مسلمان انبیاء کے تقدس کو قائم رکھنے کا دعویٰ کرنے والے یہ سب دیکھتے ہیں، پڑھتے ہیں اور بغیر کسی غیورانہ احساس کے گزر جاتے ہیں۔

o داستانِ امیر حمزہ: محترم ناموں سے ذلیل کُن سلوک کا ایک اور اشتہار۔ نبی کریم ﷺ کے پورے خاندان میں سے عزیز ترین چچا، رضائی بھائی شہیدِ اُحد اسد اللہ و رسولہ کے خطاب کے صحیح حقدار ___ حمزہ جن کے وحشی قاتل کو حبِ حمزہ سے بھرپور شخصیت اس کے اسلام کے باوجود اسے دیکھنے کو ناپسند فرماتی رہی۔ اس شخصیت کے دن رات نغمے گانے والے اس نام کی تذلیل برداشت کر رہے ہیں۔

o الحاج: یعنی حاجی، اس نام کا استعمال بھی نیکی کے لیبل کے طور پر اکثر ہو رہا ہے۔ اکثر سیاسی لیڈر اپنی حکایاتِ رنگین کو چھپانے کے لیے اس سابقے کو فوراً اپنا لیتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد افراد نے نبی اکرم ﷺ کی قیادت میں دنیا کا بہترین اور مقبول ترین حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے نام کے ساتھ الحاج کا الحاق نہیں کیا۔

یہ تو تھے نیک نام، بُرے کام کا نشانہ بننے والے ___ اس کے علاوہ عائشہ، مریم، طاہرہ اور اس قسم کے اچھے ناموں کو جان بوجھ کر گندے کرداروں کے روپ میں ادیب، شاعر، اور ڈرامہ نگار استعمال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نام اور اس سے متعلق اچھے مفاہیم کو اپنے کردار میں منتقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حرفِ آخر

اسلامی تشخص، اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم اچھا نام اور اچھا کام اختیار کریں جس کا لازمی نتیجہ اچھا انجام ہے۔

رسولِ رحمت ﷺ کے بتائے ہوئے نام کو قبول نہ کرنے کا نتیجہ مشہور تابعی سعید بن المسیبؒ کی زبانی سنئے!

"میرے دادا کا نام " حزن "(سختی) تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ " تم سہل (نرمی) ہو۔ " انہوں نے عرض کیا۔ " میں اپنے دادا کے رکھے ہوئے نام کو بدلنا نہیں چاہتا" آبائی محبت کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر ترجیح دینے والے اس شخص کے خاندان کے تمام افراد میں سختی پائی جاتی ہے جو کسی صورت نکلنے کا نام نہیں لیتی۔

(صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۱۰۔ ص ۵۷۴)

(بحوالہ تحفۃ الاسماء، ص ۲۵، مصنف غازی عزیز)

ماخذ

۱۔ القرآن الکریم: ترجمہ مولٰنا فتح محمد جالندھری

۲۔ تفسیر ابن کثیر: مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور

۳۔ تفہیم القرآن: مولٰنا ابوالاعلیٰ مودودی

۴۔ تدبّر القرآن: مولٰنا امین احسن اصلاحی

۵۔ الصحیح البخاری:

۶۔ الصحیح مسلم:

۷۔ سنن ترمذی:

۸۔ سنن ابی داؤد:

۹۔ سنن ابن ماجہ:

۱۰۔ مشکاۃ المصابیح:

۱۱۔ معارف الحدیث: مولٰنا محمد منظور نعمانی

۱۲۔ تحفۃ الاسماء: مولٰنا غازی عزیر صاحب مطبوعہ مکتبہ ضیاء الحدیث

۱۳۔ اسماء الرجال، صحیح بخاری

۱۴۔ اسماء الرجال مشکاۃ المصابیح:

۱۵۔ اسد الغابہ: فی احوال الصحابہ......ابنِ اثیر

۱۶۔ طبقات ابنِ سعد:

۱۷۔ وفاء الوفا: علی بن عبد الرحمٰن السمہو دی

۱۸۔ الاتقان فی علوم القرآن: امام جلال الدین سیوطی

۱۹۔ رحمۃ للعالمین: مولٰنا سلمان منصور پوری

۲۰۔ شرح اسمائے حسنٰی: مولٰنا سلمان منصور پوری

۲۱۔ لغات القرآن: مولٰنا عبد الرشید الدائم

۲۲۔ الجمال والکمال: تفسیر سورہ یوسف مولٰنا سلمان منصور پوری

۲۳۔ المنجد:

۲۴۔ محسنِ انسانیت: مولٰنا نعیم صدیقی صاحب

۲۵۔ بلوغِ الارب:

۲۶۔ اسلامی اور غیر اسلامی تہذیب: مولٰنا شمس تبریز

محمد مسعود عبدہ

اسلامی نظام و القابات
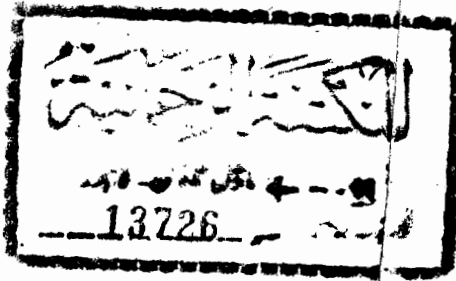
مشربہِ علم و حکمت

☆ وسیع الصفات اللہ	مترجم محمد مسعود عبدہٗ رحمۃ اللہ علیہ
☆ چند عظیم یادیں	محمد مسعود عبدہٗ رحمۃ اللہ علیہ
☆ شہادتین......توحید و رسالت	
شہادت گہ الفت میں	
علیم و خبیر کے نام خطوط	
ہجرت کی راہیں قدم بہ قدم، منزل بہ منزل	
طاؤس و رباب	
لواء الجھاد	ام عبد منیب
منگنی اور منگیتر	
بری اور بارات	
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق	
دیور اور بہنوئی	
عورت اور میکہ	
ساس اور بہو	
سوتیلی ماں اور اولاد	
عورت وفات سے غسل و تکفین تک	
ممتا کے بول (لوریاں)	
ننھے حارث کا خواب	
حروف کے درمیان مقابلہ بیت بازی	
پیارے نبی ﷺ کے ردیف صحابہ (ساتھ سوار ہونے والے)	
رحمۃ اللعالمین کی جانوروں پر شفقت	
اسوہ رسول اور کمسن بچے (ترمیم شدہ ایڈیشن)	بیگم محمد مسعود عبدہٗ رحمۃ اللہ علیہ
پورا تول	
وہ چاول تھے	عبد ذی الاکرام معوذ

ادارہ **مشربہ علم و حکمت** (دار الشکر)

ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن، ندیم ٹاؤن، ملتان روڈ لاہور۔